

استوصوا بالنساء خيراً (الحديث)

مدیر اعلیٰ
مولانا محمد الیاس گھمن

بنتِ اہلسنت

شمارہ 1

جنوری 2011ء

جلد نمبر 2

ذرائع ابلاغ اور ہماری ذمہ داریاں

تحفظ ناموس
رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

ماہ صفر

سیر نبویہ کی نظر میں

بنت رسول ﷺ
حضرت زینب رضی اللہ عنہا

عقل کے پجاری

سرکاری جھگڑے

AMS

الحناف میڈیا سروسز

ناشر

ایک نظر میں

صفحہ نمبر < 4

درسِ حدیث



صفحہ نمبر < 3

درسِ قرآن



صفحہ نمبر < 15

ذرائعِ ابلاغ
اور ہماری ذمہ داریاں

محمد نعیم اللہ بلوچ

صفحہ نمبر < 8

ماہِ صفر سیرت
نبویہ ﷺ کی نظر میں

مولانا عابد جمشید

صفحہ نمبر < 5

تحفظ ناموسِ رسالت
تمام امرِ کاتبِ فکر کا اتحاد

اداریہ

صفحہ نمبر < 28

مجبوریاں

ڈاکٹر منصور احمد باجوہ

صفحہ نمبر < 25

اس ماہ کا سبق
زبان کی حفاظت

مولانا عاشق الہی بلند شہری

صفحہ نمبر < 21

اہم اسلامی آداب

عبد الفتاح ابو غدہ

صفحہ نمبر < 17

عقل کے پجاری

مولانا محمد کلیم اللہ

صفحہ نمبر < 37

سرکاری جھگڑے

پیر ذوالفقار احمد

صفحہ نمبر < 36

نیا سورج

بنت بشیر احمد

صفحہ نمبر < 33

بچے

پطرس بخاری

صفحہ نمبر < 30

حضرت
زینب رضی اللہ عنہا

ام محمد رانا

صفحہ نمبر < 54

ماہِ صفر کے
متعلق جاہلانہ خیالات

مولانا خبیب احمد گھمن

صفحہ نمبر < 51

مسائل کا حل

مولانا محمد کلیم اللہ

صفحہ نمبر < 47

اہل سنت کی نشانی

مولانا عابد جمشید

صفحہ نمبر < 42

ظہیر الدین محمد باب

امان اللہ کاظم

صفحہ نمبر < 62

آپے لکھا

ادارہ

صفحہ نمبر < 60

گوشہِ نظر افات

متفرق

صفحہ نمبر < 59

ہمارا بچن

ام محمد

صفحہ نمبر < 56

خواب اور
ان کی تعبیر

مولانا عابد جمشید

استوصوا بالنساء خيراً (الحديث)

بَنَاتُ اَهْلُسُنَّة

شماره 1

جنوری 2011ء

جلد نمبر 2

مدیر اعلیٰ

مولانا محمد الیاس گھمن

زیر پرستی

حضرت اقدس، عارف باللہ حکیم

شاہ محمد اختر

ترسیل کار

محمد علی ڈیوٹی

بشیر احمد قاسمی

معاون مدیر

عابد جمشید رانا

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، ایم فل پنجاب یونیورسٹی لاہور

محمد کلیم اللہ

فاضل دارالعلوم عید گاہ کبیر والا، فاضل شعبہ صحافت جامعہ الرشید کراچی

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک

35 ڈالر سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک

25 ڈالر سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر سالانہ

قیمت فی شمارہ 20/- روپے

سالانہ زرقاوان

240/- روپے

انجمنی ہولڈرز ممبر لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!

www.islahunnisa.com

islahunnisa@gmail.com

خط و کتابت دفتر ماہنامہ بنات اہلسنت

042

بالمقنا جامعہ حقانہ نہ دیکن فکٹی قنحہ ام سدھولاہو 36195010

درس قرآن

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

”انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء“

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ سے اس کے عالم بندے ہی ڈرتے ہیں۔

تشریح: اللہ تبارک و تعالیٰ کا خوف اور خشیت وہ بنیادی وصف ہے جس سے متصف ہو کر بندہ مومن کی زندگی کا رنگ ڈھنگ ہی بدل جاتا ہے اور اس کی زندگی میں رحم دلی اور ہمدردی کا عنصر نمایاں ہوتا ہے اس کا ہر فعل اور عمل حتیٰ کہ اس کی گفتار اور سوچوں کا محور ہی یہ بن جاتا ہے کہ کسی طرح اپنے مالک کو راضی کر سکوں۔ علم دین سے اس وصف تقویٰ میں خوب ترقی ہوتی ہے یہاں تک کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اسی حقیقت کو بیان فرمایا ہے اگر اللہ کا خوف انسان سے ختم ہو جائے تو انسان انسان نہیں رہتا بلکہ وہ نفس کا بندہ بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین سے روگردانی کرتا ہے لامحالہ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان خدا سے دور ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

جب انسان خدا سے دور ہو جاتا ہے تو شیطان اس کو گمراہ کر دیتا ہے اور دنیاوی مشاغل میں اس قدر منہمک کر دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادات کی طرف توجہ ہی نہیں دیتا اور دھیرے دھیرے وہ دوزخ کے رستے پر چلنے لگتا ہے جب اس کی وفات کا وقت آتا ہے تو خوف خدا دل میں نہ ہونے کے باعث اس کو توبہ کی توفیق بھی بہت کم ملتی ہے باقی یہ ہے کہ اللہ سے ڈرنے کا دعویٰ تو بہت سے لوگ کرتے ہیں لیکن حقیقت میں تقویٰ، خشیت اور خوف خدا کی صفات کے اصل حاملین علماء کرام ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں علماء کا خوشہ چین بنائیں اور ان کی صحبت بابرکات میں رہ کر روحانی درجات میں ترقیوں کا طلب گار بنائیں۔

درس حدیث

آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”العلماء ورثۃ الانبیاء“

ترجمہ: علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

تشریح: انبیاء کرام ﷺ حق تعالیٰ کا پیغام ہدایت لے کر اس دنیا میں تشریف لائے ہیں اور ان کی زندگی کا محور و مقصد دنیا کا مال و متاع نہیں، بلکہ صرف اور صرف اللہ کے دین کی اشاعت اور سر بلندی ہوتا ہے جب وہ دنیا سے تشریف لے جاتے ہیں تو نہ ہونے کے برابر مال دنیا چھوڑ کر جاتے ہیں وہ ان کی میراث نہیں بلکہ صدقہ ہوتا ہے انبیاء کرام ﷺ کی حقیقی میراث علم ہے اور علماء کرام اس میراث نبوی ﷺ کے حاملین ہیں۔

علماء سے محبت کرنا درحقیقت میں علم دین اور اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا ہے اور جو شخص علماء کرام کی بوجہ علم دین تحقیر کرتا ہے وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے کیونکہ اس نے علماء کی توہین نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ کے دین کی توہین کی ہے اس لیے اس بات کا خیال کیا جائے کہ علماء کی تنقیص سے بچا جائے اور ان کو لعن طعن کرنے کے بجائے ان کی نصیحتوں پر عمل کیا جائے اور ان سے محبت کی جائے ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ یا تو خود عالم بنو یا پھر متعلم بنو یا پھر علما سے محبت کرو چوتھی قسم میں شامل نہ ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے اس لیے علما کرام کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنا اخلاقی جرم ہے۔

اگر کوئی عالم ذاتی طور پر بد عمل ہے تو اس کی وجہ سے سارے علماء کو برا کہنا کہاں کا انصاف ہے اس لیے کوشش کریں کہ ان کا احترام کریں ورنہ کم از کم اپنی زبان کو ان کی غیبت سے بچائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں علماء کرام کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

تحفظ ناموس رسالت.....تمام مکاتب فکر کا اتحاد

اداریہ

ایک بار پھر تمام دینی جماعتیں تحفظ ناموس رسالت کے لیے متحد ہو چکی ہیں۔ ناموس رسالت اس وقت اہل اسلام کے لیے سب سے اہم ایشو ہے۔ قانون توہین رسالت میں ترمیم کرنے کے لیے بعض نا عاقبت اندیش حکمران چند نکلوں کے عوض اپنے ایمان کو داؤ پر لگا رہے ہیں اور شیریں رحمن صاحبہ، گورنر پنجاب سلمان تاثیر اور دیگر ان کے ہم نوا یہ چاہتے ہیں کہ توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کر لی جائے۔ گورنر پنجاب نے یہاں تک اپنے جُبِثِ باطن کا اظہار کیا ہے کہ ”یہ کالا قانون ہے۔“ العیاذ باللہ۔

کوئی روشن خیال اس جرم توہین رسالت کے مرتکب پر نافذ کردہ سزا کے بارے میں کہتا ہے کہ ”یہ ظلم ہے، اسلام محبت اور رواداری کا سبق دیتا ہے اور کوئی یوں ہدیان بکتا بکتا منہ سے جھاگ نکالتے ہوئے کہتا ہے ”یہ دقیا نو سیت ہے، اسلام میں امن و آشتی اور باہمی الفت کا درس پنہاں ہے۔“ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام رواداری اور محبت کا علمبردار ہے۔ امن و آشتی اور باہمی الفت اس کی بنیادی تعلیمات میں شامل ہیں۔ لیکن قرآن کریم کی ترتیب کے مطابق رحماء بینہم بعد میں ہے۔ اشداء علی الکفار پہلے ہے۔ جب ظلم بڑھ رہا ہو، شرک والحاد کے کبھوت منہ کھولے کھڑے ہوں، جب ڈکیتی، قتل و غارت، لوٹ کھسوٹ، دنگا فساد، رشوت ستانی، سود خوری، دین اسلام کا مذاق، صحابہ کرام، اہل بیت و ازواج نبی ﷺ، قرآن کریم، اسلام کی مقتدر شخصیات پر تبر ابازی اور پیغمبر خدا ﷺ کی گستاخی اور توہین اور معاشرتی اور اخلاقی جرائم عام ہونا شروع ہو جائیں تو اسلام کے حدود و قصاص کے قوانین کو عمل میں لانا بہت ضروری ہو جاتا ہے جب اعداء اسلام؛ دین اسلام کو مٹانے کے لیے کمر بستہ ہو جائیں اور اسلام کے شعائر کا مذاق اڑانا شروع کر دیں۔ تو اسی امن و آشتی کے علمبردار اسلام کا حکم ہے فاضربو افوق الاعناق ان کی گردنوں پر مارو۔ نہیں بلکہ واضربو امنہم کل بنسان ان کے جوڑ جوڑ پر مارو۔ جب قتل و غارت گری شروع ہو تو ولکم فی القصاص حیوة کا زریں اصول بھی اسلام ہی کا ہے۔ جب شراب خوری معاشرے میں جنم پانے لگے تو حد شرب خمر کا حکم بھی اسلام دیتا ہے۔ جب چوری جیسی لعنت پھیلنے لگے تو ہاتھ کاٹنے کا حکم بھی یہی اسلام دیتا ہے۔ الغرض ہر جرم کے مطابق سزا کا قانون خود خالق لم یزل نے مرتب کر دیا ہے۔ پوری دنیا میں کوئی ملک ایسا نہیں جہاں جرائم کے سدباب کے لیے

قوانین موجود نہ ہوں ہر قوم میں اپنے مقتدر شخصیات کی عزت و عظمت اور احترام کے قوانین موجود ہیں اور جو کوئی بھی ان قوانین کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اسے سزا کا سامنا ضرور کرنا پڑتا ہے۔

اسلام بھی ایک سچا اور کھرا دین ہے احترام آدمیت کا جتنا اسلام محافظ ہے اتنا کوئی اور مذہب نہیں ہے اسلام ایک عام انسان کی بھی عزت و حرمت کا نگہبان ہے اور معاملہ جب پیغمبر خدا ﷺ کا آجائے۔ تو پھر اسلام حکم دیتا ہے کہ گستاخ اور ان کے بارے میں یا وہ گویاں کرنے والا کعبۃ اللہ کے غلاف میں چھپا ہوا ملے تو بھی اسے قتل کر ڈالو۔ قانون تو ہیں رسالت تمام قوانین میں سب سے زیادہ چمکتا دمکتا قانون ہے، والی دو جہاں ﷺ کی عزت اور ناموس کا مسئلہ تو تمام مسائل میں سب سے اہم اور بنیادی مسئلہ ہے۔ اس پر کوئی مسلمان سمجھوتہ نہیں کر سکتا، مسلمان بے عمل ہو سکتا ہے اور بد عمل بھی ہو سکتا ہے لیکن عشق رسالت ﷺ سے خالی ہر گز نہیں ہو سکتا بلکہ میرا عقیدہ ہے کہ جو شخص محبت رسول ﷺ سے خالی ہے وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں۔ قانون تو ہیں رسالت میں ترمیم کا بل اسمبلی میں پیش ہو چکا ہے انگریز کے حاشیہ بردار حکمران تمام اہل اسلام کے جذبات ایمانی سے کھیل کر اس میں تبدیلی لانا چاہتے ہیں اور میرا قلم بھی اس کیفیت کو لکھنے میں ہمت ہار جاتا ہے کہ کیسے!!! آخر کیسے!!! یہ لوگ دشمن رسول کو خوش کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کو ناراض کرنے کا یار کر لیتے ہیں۔ کیا ضمیر مردہ ہو چکے ہیں کیا اقتدار اور دولت کا نشہ اس قدر مست کیے ہوئے ہے کہ ایمان بھی یاد نہیں۔

اللہ جزائے خیر دے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین و اراکین کو جنہوں نے ہر وقت معاملہ کی حساسیت کو بھانپتے ہوئے آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس انعقاد عمل میں لایا کانفرنس میں راقم کو بھی مدعو کیا گیا تھا میں یہ بات کہنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتا کہ منتظمین نے ہر حوالے سے اس کو کامیاب بنانے میں جو اپنی خدمات سرانجام دی ہیں وہ یقیناً لائق تحسین بھی ہیں اور قابل تقلید بھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا عبدالجبار دامت برکاتہم نے اپنا ترجمان مولانا فضل الرحمن کی منتخب فرمایا اور یقیناً وہی اس کے اہل تھے۔ مولانا کی بصیرت افروز، نبی تلی اور جامع مانع گفتگو نے کانفرنس میں پھر سے حوصلوں کو جوان کر دیا۔ محترم قاری محمد حنیف نے اپنے نقابت کے فرائض بڑے ہی متانت سے سرانجام دیے۔ کانفرنس میں شریک تمام مکتبہ فکر کے قائدین نے ناموس رسالت کے لیے اتحاد کا اعلامیہ دیا۔ دینی، مذہبی، اسلامی، مسلکی اور سیاسی جماعتوں کا یوں آپس میں کسی مسئلہ پر متحد ہونا ہی اس مسئلہ کی اہمیت بتلانے کے لیے کافی ہے۔ میں ان تمام علمائے کرام کا جنہوں نے بڑی سنجیدگی سے اس معاملہ پر پالیاں وضع کیں اور ایک لائحہ عمل طے کیا، دل سے شکر گزار ہوں کیونکہ ہمارا ماثویہ ہے کہ اسلام ہر چیز پر مقدم ہے عقائد و

نظریات کے سامنے سیاست کو ایک بار نہیں لاکھ بار قربان کیا جاسکتا ہے۔

یہاں یہ بتانا ضروری غیثت ہوں کہ بعض عیسائیت زدہ دماغ عام طور پر سوچتے ہیں کہ یہ دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث ہیں۔ یہ آپس میں ہی لڑیں گے اور ہماری جان چھوٹی رہے گی۔

خبردار! اگر کسی نے یہ مفروضہ گھڑ کر اپنے ذہن پر سوار کر رکھا ہے تو وہ اپنی اس غلط فہمی کو دور کر لے۔ عیسائیت کے مقابلے میں ہم ایک گھر میں بیٹھے ہوئے افراد ہیں۔ ہم تم سے لڑیں گے پھر گھر بیٹھ کر آپس میں دلائل کے ساتھ تصفیہ کر لیں گے۔ اور اللہ اللہ خیر سلا۔ ہم ناموس رسالت کے لیے ایک ہو چکے ہیں۔ ہم ختم نبوت کے لیے بھی ایک ہو چکے ہیں، بلکہ میری اس بات سے اہل انصاف اتفاق کریں گے کہ دیگر اجتماعی مسائل و عقائد میں ہمیں ایک ہونا چاہیے

حالات یہ کہتے ہیں عجب وقت پڑا ہے ہر شخص خدا ہے
اس شہر خرابات کے احکام نئے ہیں پیغام نئے ہیں
صیاد پرانے مگر دام نئے ہیں الزام نئے ہیں
بے حال کیا معرکہ روح و بدن نے احوال چمن نے
چرکے بھی لگائے ہیں عزیزانِ وطن نے یارانِ کہن نے
اے اہل قلم ! میں تو قلم توڑ رہا ہوں سر پھوڑ رہا ہوں
رہوار خطابت کی عنایاں چھوڑ رہا ہوں رخ موڑ رہا ہوں
اے خاصہ خاصانِ رسل وقت دعا ہے

امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے

۱۸ دسمبر ۲۰۱۰ء کو جمعیت علماء اسلام (س) گروپ کی طرف سے کل جماعتی کانفرنس کا لاہور

میں انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس میں علماء، عمادین علاقہ اور سیاسی طبقہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے مولانا عبدالشکور حقانی نے

محفل کو زینت بخشی۔ ان کے ہمراہ مولانا رضوان عزیز بھی تھے، مولانا عبدالرؤف فاروقی کا خصوصی شکریہ ادا کرتے ہوئے مولانا عبدالشکور حقانی دامت برکاتہم نے اپنی تجاویز یہ پیش کیں کہ:

۱: ایسا قانون بنایا جائے کہ جس میں مقتدر شخصیات کی توہین کرنے والے کو قراوی سزا دی جائے۔

۲: سلمان تاثیر نے عدالت کے فیصلے کے بارے میں کہا کہ ”یہ صحیح نہیں“ جہاں اس نے توہین

رسالت کے مرتکب خاتون کی حوصلہ افزائی کی ہے وہاں اس نے توہین عدالت بھی کی ہے کیونکہ

اس کے بعد قانونی طور پر معاملہ کو ہائی کورٹ اور بعد میں سپریم کورٹ میں چیلنج کیا جاسکتا ہے لیکن

گورنر نے صاف کہا کہ یہ فیصلہ غلط ہے یہ توہین عدالت بھی ہے لہذا اسے بھی انصاف کے کٹہرے

میں کھڑا کیا جائے تاکہ پتہ چل سکے کہ ہمارے ملک میں عدلیہ آزاد ہے۔

ماہ صفر سیرت نبویہ ﷺ کی نظر میں

مولانا عابد جمشید

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بیماری کا ایک دوسرے سے لگنا، بدشگونی، ہامہ اور ماہ صفر (کی نحوست) یہ سب چیزیں بے حقیقت ہیں۔“

ماہ صفر اسلامی کیلنڈر کا دوسرا مہینہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے بارہ مہینوں میں سے ایک مہینہ ہے۔ جیسا کہ مہینوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے: ”بیشک اللہ کے نزدیک اللہ کی کتاب میں مہینوں کی تعداد بارہ ہے۔ جب سے اس نے آسمان وزمین کو پیدا فرمایا، اس میں چار مہینے محترم ہیں۔ یہ سیدھا اور صحیح دین ہے۔ پس تم لوگ ان (مہینوں کے بارے) میں اپنے اوپر ظلم نہ کرو۔“ (التوبہ: 36)

چار محترم مہینے یہ ہیں: ذو القعدة، ذو الحجة، محرم، رجب

سارے مہینے اور دن اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے مقرر کیے گئے ہیں۔ سب آپس میں برابر ہیں۔ کسی مہینے یا دن کو اگر کوئی برتری حاصل ہے تو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے ہے۔ نیز کوئی مہینہ اور دن اللہ تعالیٰ کے یہاں منحوس نہیں جیسا کہ ماہ صفر کے متعلق عام طور پر یہ بات مشہور ہے اور مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ زمانہ جاہلیت میں بھی پایا جاتا تھا۔ انسان نیکی بھی کرتا ہے اور برائی بھی پس جس وقت کو بندہ مومن اللہ کی اطاعت میں گزارے وہ اس کے حق میں مبارک وقت ہے اور جس وقت گناہ کا ارتکاب کرے وہی وقت اس شخص کے لیے منحوس ہے۔ گویا حقیقت میں نحوست کی چیز اللہ تعالیٰ کی معصیت اور نافرمانی ہے۔

اس مہینے کے آخری بدھ کو اور بعض جگہ اس مہینے کی تیرہ تاریخ کو طرح طرح کی رسمیں انجام دی جاتی ہیں۔ بعض لوگ اس ماہ کے آخری بدھ کو خصوصیت کے ساتھ غسل کا اہتمام کرتے

ہیں اور خاص کھانے کا اہتمام کرتے ہیں۔ یہ تمام رسمیں بدعات ہیں اور دین اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ کام نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہوئے اور نہ صحابہ کرام کے عہد میں ان کا ثبوت ہے، نہ تابعین کے ہاں ان رسموں کا رواج تھا اور نہ ہی سلف امت میں کسی نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔ لہذا ان تمام رسومات و بدعات سے بچنا چاہیے۔

اسی طرح زمانہ جاہلیت میں کفار مکہ بعض پرندوں سے فال لیتے تھے اور الو کو منخوس سمجھا جاتا تھا۔ اسی طرح پرندوں سے یا اس کی آوازوں سے بد فال لینا جیسا کہ آج بھی ہندوؤں اور بعض مسلم معاشرے میں یہ چیز پائی جاتی ہے۔ یہ کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں ان سے منع فرمایا ہے۔

ماہ صفر کو سیرت نبوی میں ایک نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ اس ماہ میں بہت سے اہم واقعات پیش آئے۔ ہم ذیل میں چند اہم اور مشہور واقعات کا ذکر کرتے ہیں:

☆ اسی ماہ صفر کی 26 تاریخ تھی، نبوت کا چودھواں سال تھا، جمعرات کا دن سورج بلند ہونا شروع ہوا اور ادھر کفار مکہ بھی اپنی اپنی کوششوں میں مصروف ہوئے اور رحمۃ اللعلمین، مظلوموں کے ساتھی، امن و سلامتی کی علامت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نجات پانے کے راستے تلاش کرنے لگے۔ یہی وہ دن ہے کہ جس دن سردار ان قریش نے ایک میٹنگ بلائی جس میں اس امت کا فرعون ابو جہل بن ہشام قبیلہ بنو مخزوم کا سرپرست، جبیر بن مطعم بن نوفل بن عبد مناف کا، شیبہ بن ربیعہ اور اس کا بھائی عتبہ بن ربیعہ اور سفیان بن حرب بنی عبد شمس بن مناف کے، نضر بن حارث بنی عبد الدار کے، ابوالخثری بن ہشام اور زمعہ بن اسود اور حکیم بن حزام بنی اسد بن عبد العزی کے، نبیہ بن حجاج اور منبہ بن حجاج بنی سہم کے اور امیہ بن خلف بنی جمح کے سردار بن کر سامنے آئے، ان کی مزید سربراہی کیلئے ابلیس نے اپنی خدمات مفت پیش کیں۔ فیصلہ یہ ہوا کہ نجات کا صرف ایک ہی راستہ ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا، جس کیلئے قریش کے قبیلوں سے ایک ایک فرد چنا گیا تاکہ اس خون میں سب شریک ہوں اور بنو عبد مناف (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلہ کا

نام) بدلے میں کسی سے جنگ نہ کر سکے گا۔

ادھر اللہ علام الغیوب کی طرف سے جبریل امین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حکم ہجرت لے کر آئے، ساتھ یہ بھی کہا کہ آج رات اپنے بستر پر نہ گزاریں۔ یہ 27 صفر کا دن تھا کہ اسی رات قریش کے اکابر مجرمین نے اپنا سارا دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مہم میں گزارا، جب رات ذرا تاریک ہوئی تو یہ لوگ گھات لگا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر بیٹھ گئے کہ آپ سو جائیں تو یہ لوگ آپ پر ٹوٹ پڑیں۔ بہر حال قریش اپنے منصوبے کے نفاذ کی انتہائی تیاری کے باوجود ناکامی سے دوچار ہوئے اور اس نازک ترین لمحہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور میری یہ سبز حضرمی چادر اوڑھ کر سو رہو، تمہیں ان سے کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہی چادر اوڑھ کر سویا کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر آئے اور کفار کی صفیں چیریں، مٹی سے ایک مٹھی لی اور ان کی طرف اچھالی جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کی نگاہیں پکڑ لیں اور وہ آپ کو نہ دیکھ سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر کے گھر تشریف لے گئے اور پھر ان کے مکان کی ایک کھڑکی سے نکل کر دونوں حضرات نے رات ہی رات یمن کا رخ کیا اور چند میل دور واقع ثور نامی پہاڑ پر ایک غار میں جا پہنچے، جسے بعد میں غار ثور کے نام سے پہچانا گیا۔ غار میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ بھی یہیں رات گزارتے۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ بڑے ذہین و فطین تھے رات چھا جانے کے بعد آپ کے پاس جاتے اور صبح اس حالت میں کرتے کہ مکہ والے سمجھتے کہ انہوں نے رات یہیں گزاری ہے اس طرح وہ کفار مکہ کی سازشیں آپ تک پہنچاتے۔

چوتھے دن بروز سوموار کیم ربیع الاول 1ھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غار سے آگے مدینہ کا سفر عبداللہ بن اریقظ اللہی کی رہنمائی میں کیا جو صحرائی اور بیابان راستوں کا ماہر تھا اور ابھی قریش ہی کے دین پر تھا، لیکن قابل اطمینان بھی تھا۔

☆ ماہ صفر 2ھ اگست 623ء غزوہ ابواء۔ اس مہم میں ستر مہاجرین کے ہمراہ رسول صلی

اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس تشریف لے گئے اور مدینے میں حضرت سعد بن عبادہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا، مہم کا مقصد قریش کے ایک قافلے کی راہ روکنا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ودان تک پہنچے لیکن کوئی معاملہ پیش نہ آیا، اسی غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ضمرہ کے سردار وقت عمرو بن بخشی الضمری سے حلیفانہ معاہدہ کیا جس کی تحریر یہ تھی ”یہ بنو ضمرہ کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریر ہے۔ یہ لوگ اپنے جان اور مال کے بارے میں مامون رہیں گے اور جوان پر حملہ کرے گا اس کے خلاف ان کی مدد کی جائے گی، الا یہ کہ یہ خود اللہ کے دین کے خلاف جنگ کریں۔ یہ معاہدہ اس وقت کے لئے ہے جب تک سمندر ان کو تر کرے (یعنی ہمیشہ کیلئے) اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مدد کیلئے انہیں آواز دیں تو انہیں آنا ہوگا۔“

یہ پہلی فوجی مہم تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود تشریف لے گئے تھے اور پندرہ دن مدینے سے باہر گزر کر واپس آئے، اس مہم کے پرچم کا رنگ سفید تھا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ علمبردار تھے۔

☆ ماہ صفر 4ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عضل اور قارہ (قبیلوں کے نام) کے کچھ لوگ حاضر ہوئے اور ذکر کیا کہ ان کے اندر اسلام کا کچھ چرچا ہے لہذا آپ ان کے ہمراہ کچھ لوگوں کو دین سکھانے اور قرآن پڑھانے کیلئے روانہ فرمادیں آپ نے دس افراد کو روانہ فرمایا اور عاصم بن عمر بن خطاب کے نانا حضرت عاصم بن ثابت کو ان کا امیر مقرر کیا۔ جب یہ لوگ رابغ اور جدہ کے درمیان قبیلہ ہذیل کے رجب نامی ایک چشمے پر پہنچے تو ان پر عضل اور قارہ کے مذکورہ افراد نے قبیلہ ہذیل کی ایک شاخ بنو لحيان کو چڑھا دیا اور بنو لحيان کے کوئی ایک سوتیرا نذا ان کے پیچھے لگ گئے، ان کو گھیر لیا اور انہیں امن کا وعدہ دینے لگے لیکن حضرت عاصم نے ان کی بات کا یقین نہ کیا اور اپنے رفقاء سمیت ان سے جنگ شروع کر دی، بالآخر تیروں کی بوچھاڑ میں سات افراد شہید ہو گئے اور تین باقی رہ گئے، اب دوبارہ بنو لحيان نے اپنا عہد و پیمان دہرایا اس پر تینوں صحابہ کرام ان کے پاس آئے لیکن انہوں نے قابو پاتے ہی بدعہدی کی اور انہیں اپنی کمانوں کی تانت

سے باندھ لیا اس پر تیسرے صحابی نے یہ کہتے ہوئے جانے سے انکار کر دیا کہ یہ پہلی بدعہدی ہے جس پر انہوں نے انہیں قتل کر دیا اور باقی دو صحابہ حضرت خبیب اور زید رضی اللہ عنہم کو مکہ لے جا کر بیچ دیا گیا ان دونوں نے بدر کے روز اہل مکہ کے سرداروں کو قتل کیا تھا۔

☆ صفر 4ھ ہجر معونہ۔ یہ اس مہینے کا دوسرا المناک واقعہ تھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابو براء عامر بن مالک جو ملاعب الاسنة یعنی نیزوں کا کھلاڑی کے لقب سے مشہور تھا، مدینہ خدمت نبوی میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام کی دعوت دی، جو اس نے قبول تو نہ کی مگر دوری بھی اختیار نہیں کی۔ اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنے اصحاب کو دعوت دین کیلئے اہل نجد کے پاس بھیجیں تو مجھے امید ہے کہ وہ لوگ آپ کی دعوت قبول کر لیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ان سے خطرہ ہے۔ ابو براء نے کہا کہ آپ کے صحابہ میری پناہ میں ہوں گے۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے 70 آدمیوں کو اس کے ہمراہ بھیجا اور منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کیا۔ ہجر معونہ پہنچ کر حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط دے کر اللہ کے دشمن عامر بن طفیل کے پاس روانہ کیا جس نے کچھ نہ دیکھا اور ایک آدمی کو پیچھے سے اشارہ کر دیا جس نے حضرت حرام رضی اللہ عنہ کو اس زور کا نیزہ مارا کہ آ رہا ہو گیا اور ان کے آخری الفاظ تھے ”اللہ اکبر! رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔“

اس کے بعد فوراً ہی اس سرکش عامر نے باقی صحابہ کرام پر حملہ کرنے کے لئے اپنے قبیلے کو آواز دی، مگر انہوں نے ابو براء کی پناہ کے پیش نظر اس کی آواز پر کان نہ دھرے اس نے مایوس ہو کر بنو سلیم کو آواز دی اس کے تین قبیلوں عصبہ، رعل، اور ذکوان نے اس پر لبیک کہا اور جھٹ آ کر ان صحابہ کرام کا محاصرہ کر لیا۔ جواباً صحابہ کرام نے بھی لڑائی کی مگر سب کے سب شہید ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خبر سے شدید صدمہ ہوا اور آپ نے دو ماہ تک ان قبیلوں کے لیے قنوت نازلہ پڑھی اور ان کے لیے بددعا کی۔

فتح خیبر کے بعد کے کئی واقعات بھی اسی ماہ صفر میں پیش آئے جن میں سے:

☆ صفر 7ھ حضرت جعفر اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کا حبشہ سے خیبر پہنچنا۔

☆ صفر 7ھ حضرت صفیہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی جس میں ان کی اسلام

کے بعد آزادی، ان کا مہر قرار پائی۔

☆ صفر 7ھ سلام بن مشکم کی بیوی زینب بنت حارث نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھنی ہوئی

بکری کا ہدیہ بھیجا جو کہ زہر آلود تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک ٹکڑا چبایا اور نگلنے کی

بجائے تھوک دیا اور فرمایا کہ یہ ہڈی مجھے بتا رہی ہے کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے۔

☆ صفر 7ھ اہل فدک سے نصف پیداوار پر مصالحت ہوئی۔

☆ صفر 7ھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لشکر اسلام کے ہمراہ وادی القریٰ تشریف لے گئے

جو کہ ایک یہودی علاقہ تھا ان کے ساتھ عرب بھی شامل ہو گئے، جب مسلمان وہاں اترے تو انہوں

نے تیروں سے استقبال کیا، وہ پہلے ہی صف بندی کئے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

ایک غلام مارا گیا، جس نے غنیمت خیبر سے ایک چادر چرائی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ”وہ چادر اس پر آگ بن کر بھڑک رہی ہے۔“ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں

اسلام کی دعوت دی جو انہوں نے نہ مانی مبارزت ہوئی جس میں ان کے گیارہ آدمی مارے گئے،

جب ایک مارا جاتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اسلام کی دعوت دیتے۔ اس دن جب نماز کا وقت

ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ نماز پڑھتے اور پھر دوبارہ یہود کے مقابلے میں چلے

جاتے اسی طرح شام ہو گئی۔ دوسرے دن ابھی سورج نیزہ برابر بھی نہ ہوا تھا کہ انہوں نے اپنا تمام

کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈھیر کر دیا۔

☆ خیبر سے مدینہ واپسی بھی غالباً اسی صفر 7ھ کے آخر میں ہوئی۔

☆ صفر 8ھ میں سریہ غالب بن عبد اللہ پیش آیا۔

☆ صفر 9ھ: سریہ قطبہ بن عامر پیش آیا۔

☆ آخری فوجی مہم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کی آخری اور ایک بڑی فوجی مہم کی تیاری اسی مہینے میں کرائی جس کا سپہ سالار حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ بقاء کا علاقہ اور داروم کی فلسطینی زمین سواروں کے ذریعہ روند آؤ۔

محترم بہنو! سطور گزشتہ میں ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کے کچھ واقعات پیش کیے ہیں جو صفر کے مہینے میں پیش آئے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی عرض کی گئی کہ اس مہینہ کو منحوس سمجھنا محض جہالت اور دین سے دوری ہے۔ اس مہینہ کے ابتدائی دنوں کو تیرہ تیزی کا نام دینا، جنات کا آسمان سے نزول، اس ماہ میں شادی کی تقریبات منعقد نہ کرنا وغیرہ یہ سب توہمات ہیں جن کی ہمارے پاک اور مقدس دین میں کوئی گنجائش نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیرت نبوی کا مطالعہ کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق سے نوازیں۔

نوٹ: ایک من گھڑت حدیث

جو مجھے ماہ صفر ختم ہونے کی خوشخبری دے گا میں اسے جنت کی بشارت دوں گا۔ یہ من گھڑت حدیث آج کل SMS کے ذریعے پھیلانی جا رہی ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

درود شریف کی برکت سے شہد میں مٹھاس

ایک بڑا ہی عجیب واقعہ ملاحظہ فرمائیں اور درود شریف کی کثرت کو بڑھائیں اجر کمائیں۔ ایک بارتاجدار مدینہ ﷺ نے شہد کی مکھی سے دریافت فرمایا: ”تو شہد کیسے بناتی ہے؟“ اس نے عرض کی: ”یا حبیب اللہ ﷺ! ہم چمن میں جا کر ہر قسم کے پھولوں کا رس چوستی ہیں پھر وہ اپنے منہ میں لیے ہوئے اپنے چھتوں میں آجاتی ہیں اور وہاں اُگل دیتی ہیں۔“ ارشاد فرمایا پھولوں کے رس تو پھیکے بھی ہوتے ہیں اور شہد بیٹھا پھر تو بتا کہ شہد میں مٹھاس کہاں سے آتی ہے؟ مکھی نے عرض کی: ”ہمیں قدرت نے سکھا دیا ہے کہ چمن سے چھتے تک راستے میں آپ ﷺ پر درود شریف پڑھتی ہوئی آتی ہیں شہد کی یہ لذت اور مٹھاس درود پاک کی فضیلت سے ہے۔“

ذرائع ابلاغ اور ہماری ذمہ داریاں

محمد نعیم اللہ بلوچ، لیہ

یہ ایک اصولی بات ہے کہ وقت بدلنے سے تقاضے بدل جاتے ہیں لیکن حکم وہی رہتا ہے۔ آلات بدل جاتے ہیں، مکان بدل جاتے ہیں، جو چیز کل حرام تھی، آج بھی حرام ہے اور حرام رہے گی، اسی طرح حلال اشیاء کل بھی حلال تھیں آج بھی ہیں اور آئندہ بھی رہیں گی۔

ہاں! جو آلات وغیرہ تبدیل ہوئے اور اس کے باعث اصل کام میں تیزی اور اضافہ ہوا ہے تو اس کام کو کرنے میں تاہل نہ کرنا چاہیے اور ان آلات کو استعمال میں لا کر اصل کام میں بہتری لائی جائے یہی مقصود ہے مثلاً: زمانہ قدیم میں آلات حرب شمشیر و سنان، نیزے وغیرہ تھے پھر بندوق اور اب ایٹم بم کا زمانہ ہے تو اصل کام اعلاء کلمۃ اللہ ہے اس کے لیے تمام آلات استعمال کرنا ضروری ہیں ورنہ نہ تو خدا کے دین کا پرچار ہوگا اور نہ ہی حفاظت۔ اسی طرح ابلاغ کے ذرائع کا معاملہ ہے ابلاغ کے ذرائع زمانہ قدیم میں اور تھے اور آج وہ نئی شکل میں آئے ہوئے ہیں۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا جواب اس قدر فعال ہے ظاہر ہے کہ زمانہ قدیم میں ایسا نہیں تھا کسی بھی چیز کو اگر صحیح استعمال نہ کیا جائے تو غلط استعمال عام ہو جاتا ہے جو سر اس نقصان دہ ہوتا ہے مثلاً: تلاوت قرآن نہ ہوگی تو موسیقی کا لاوا ابلے گا نکاح مہنگے ہوں گے تو زنا سستا ہوگا وغیرہ وغیرہ اسی طرح معاملہ ذرائع ابلاغ کا ہے اگر ان کا صحیح استعمال نہ ہو تو زرد صحافت عام ہوگی عریانی، فحاشی، میوزیکل شو، بے ہنگم موسیقی ناچ، گانے، ڈانس، مقابلہ حسن، فحش ناول جھوٹی افسانوں کہانیاں، وہمی اور خیالی عقائد زمانے میں فروغ پائیں گے جن کا نقصان ظاہر ہے کہ پوری امت مسلمہ کا نقصان کہلائے گا۔

اگر مجھے اجازت ہو تو میں یہ بات بھی عرض کر دوں، کہ اس وقت ہم من حیث القوم اس پر خطر گھاٹی میں مسلسل کھنچے چلے جا رہے ہیں جس کا آخر سوائے ہلاکت و تباہی کے کچھ نہیں، موجودہ

دور میں ہم جنس پرستی کی لعنت سے لے کر قتل و غارت گری تک فرسودہ عقائد اور اوہام و وسوس کی تعلیمات سے لے کر بدعت والحاد کے فروغ تک میڈیا کا کردار سب سے اہم اور خطرناک ہے۔

یہ بات انسان کی فطرت میں ہے کہ جو کچھ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے وہ مناظر اس کے ذہن پر نقش ہوتے چلے جاتے ہیں۔ بلکہ اگر ایک بات کا ذکر بار بار کیا جائے تو لامحالہ وہ ذہن میں پختہ ہو جائے گی۔ تعلیم کے ابتدائی درجات میں اساتذہ کرام ایک نصیحت فرمایا کرتے تھے۔

الشیء اذا تكرر تقرر۔ ایک چیز کا ذکر جب بار بار کیا جائے تو وہ ذہن میں پختہ ہو جائے گی جب معاشرے میں حیا سوز گانے، اخلاق باختہ موسیقی اور فحش گوئی پر مشتمل مکالمے پھیلیں گے تو معاشرہ خود بخود خراب ہوگا۔ ایسے حالات میں کسی بھی صالح معاشرے کے خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتے۔

ذرائع ابلاغ سے وابستہ تمام افراد سے دست بستہ عرض کروں گا کہ اپنی تمام تر توانائیاں صلاحیتیں اور استعدادیں اسلام کے نظریہ ابلاغ میں صرف کر دیں اسلام کے روشن ماتھے پر بدنماداغ لگانے کی کوششیں اپنے عروج پر ہیں۔ اہل قلم اپنے قلم کے تقدس کو سمجھیں اہل صحافت اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں؛ اور الیکٹرانک میڈیا پر راج کرنے والے اسلام کی سطوت و شوکت کے لیے تگ و دو کریں۔ یہ بات بھی ضرور یاد رکھیں کہ اسلام کے ہم محتاج ہیں اسلام ہمارا محتاج نہیں۔ اگر ہم نے اسلام کی خدمت نہ کی تو رب ذوالعلیٰ کسی اور قوم کو لا کر اپنے اسلام کی حفاظت کر لے گا جب بیت اللہ کو پچانے کے لیے انسان ہمت ہارتا ہے تو خدائے لم یزل ابابیلوں سے کام لے لیتے ہیں۔

لہذا اس بات کی ہمارے اس دور میں اشد ضرورت ہے کہ ذرائع ابلاغ کو صحیح طور پر استعمال کیا جائے ورنہ اہل اسلام میں کفار کا طرز زندگی ان کا رہن سہن بود و باش برابر عام ہوتی چلی جائے گی اور ہم اپنے عالی اقدار کو بیٹھیں گے اپنی تہذیب اور اپنے تمدن سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے اور بقول شاعر۔

تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں

عقل کے پجاری

مولانا محمد کلیم اللہ

”امت مسلمہ پہلے ہی زخموں سے چور چور ہے پھر تم آئے دن چھوٹے چھوٹے مسائل پر مزید افتراق و انتشار پھیلاتے ہو بھلا یہ کوئی بات ہے کہ جو حدیث کو نہ مانے اس کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا جائے کیا حدیث پر ایمان لانا قرآن میں لکھا ہوا ہے؟ کیا یہ لڑنے جھگڑنے اور منبروں پر باتیں بیان کرنے کی ہیں کہ فقہ کے منکر در پردہ یہودیت اور اسلام دشمن لابی کے ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔ اسلاف امت سے بیزار لوگ آخر ہیں تو مسلمان ہی نا۔ کیوں کہتے ہو کہ اکابر کی بات مانی جائے ورنہ گمراہی و ضلالت مقدر بنتی ہے۔“

بظاہر یہ خوش نما نعرہ ہے بظاہر یہ اتحاد کا دعویٰ ہے بظاہر محسوس ہوتا ہے کہ یہ نعرہ اپنے اندر جذبہ خیر سگالی لیے ہوئے ہے میرے معاشرے کے دانشور کہلانے والے اسی نعرہ کو رٹا کر علماء کو سمجھانے بلکہ کوسنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں ان کی زبان پر بہت جلد قرآن کریم کی آیت مبارکہ لا اکراہ فی الدین دین میں کوئی سختی نہیں ہے؛ جاری ہو جاتا ہے بعض زیادہ پڑھے لکھے تو احکام خداوندی مثلاً حدود و قصاص اور تعزیرات پر نکتہ چینی کرتے وقت بھی آیت کریمہ کو تلاوت فرما دیتے ہیں اور بے دھڑک کہہ اٹھتے ہیں: ”اوچھوڑو یار! مولویوں کی باتیں، اسلام میں اتنی سختی نہیں۔“ آئیے اس کا فیصلہ قرآن کریم سے لیتے ہیں، قرآن کریم نے ابدی اور سرمدی کامیابی کے حصول کا راستہ خود ذکر فرمایا ہے صراط الذین انعمت علیہم۔ صراط مستقیم جس پر چل کر انسان نے کامیاب ہونا ہے وہ ہے ”صراط الذین انعمت علیہم۔“ ان لوگوں کا رستہ جن پر اللہ وحدہ لا شریک نے انعام فرمایا دوسرے مقام پر ان انعام یافتہ لوگوں کی نشاندہی فرمائی کہ ”انعم اللہ علیہم من النبین و الصدیقین و الشہداء و الصالحین“ انعام یافتہ لوگ انبیاء علیہم السلام ہیں، صدیقین ہیں، شہداء ہیں اور نیک صالح لوگ۔ جو ان کے رستے پر چلے گا ظاہر ہے

کامیاب ہوگا اور جوان کے رستے سے منہ موڑے گا ان کی تعلیمات سے نظریں پھیرے گا وہ ہزار بار کہے کہ ”میں کامیاب ہوں۔“ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس قرآنی فیصلہ کے ضمن میں چند باتیں قابل غور ہیں۔

نمبر ۱: انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اللہ کے ہاں کامیاب ہیں اور انعام یافتہ ہیں۔
نمبر ۲: جو شخص بھی کامیابی کا خواہاں ہے اس کے لیے لازم ہے کہ وہ ان مذکورہ بالا طبقات کے رستے پر چلے۔

نمبر ۳: مذکورہ بالا طبقات کا راستہ بالکل صحیح ہے اسی لیے تو ان کو انعام یافتہ قرار دیا گیا ہے۔
نمبر ۴: مذکورہ بالا طبقات کے رستے پر چلنے میں کوئی سختی اور دشواری نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ لا یكلف الله نفسا الا وسعها۔

نمبر ۵: جو شخص ان کو غلط کہتا ہے درحقیقت وہ خود غلطی پر ہے۔
نمبر ۶: انہی طبقات اربعہ کے عقائد و نظریات ہی قابل قبول ہیں۔
نمبر ۷: ان کے عقائد و مسائل افتراق و انتشار پر مبنی نہیں ہیں۔
نمبر ۸: جب ان کے مسائل و عقائد بالکل سچے ہیں تو سچ بیان کرنے سے امن و سلامتی پھیلتی ہے نہ کہ فساد۔

نمبر ۹: جو شخص ان مسائل اور نظریات کا مخالف ہے وہ خود بھٹکا ہوا ہے تو وہ دوسروں کو کیا راہ دکھلائے گا؟

نمبر ۱۰: جو شخص خدا کے اس فیصلے کے برعکس سوچتے ہیں وہ کبھی بھی اتحاد کے داعی نہیں ہو سکتے۔
اب بتلائیے! کیا علمائے اہل السنۃ والجماعۃ کے پیش کردہ مسائل اور عقائد ان طبقات اربعہ سے ثابت نہیں ہیں؟ ہیں اور یقیناً ہیں۔ تو پھر یہ کبھی بھی امت میں انتشار کی راہیں ہموار نہیں کریں گے۔ حدیث کو حجت نہ ماننے والا عملاً اس بات کا قائل بن رہا ہے کہ فرمانِ خدا کی سمجھ مجھے زیادہ ہے اور جس شخصیت پر خدا نے اپنا کلام نازل فرمایا اس کو اس کی تشریحات و توضیحات کا علم نہ

تھا۔ کیا یہ اپنی جان پر ظلم نہیں کر رہا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ“ اے رسول! ہم نے تیری طرف قرآن نازل کیا تاکہ تو لوگوں کے سامنے اس کی وضاحت کر سکے حدیث رسول درحقیقت فرمان خدا کی توضیح و تشریح ہی ہے۔

اب فقہ ہی کو لیجئے! جیسے حدیث مبارک قرآن کی تشریح ہے اسی طرح فقہ بھی قرآن و حدیث کی عام فہم تشریح اور وضاحت کا نام ہے۔ ورنہ بیسیوں مسائل ایسے ہیں جو روزمرہ اربوں انسانوں کو پیش آتے رہتے ہیں اور ان کا حل قرآن و حدیث سے ماخوذ فقہ ہی میں ہے۔ اصل میں جہاں آکر دھوکہ لگتا ہے وہ یہ ہے کہ فقہ کو قرآن و حدیث سے متصادم کوئی الگ چیز سمجھ لیا جاتا ہے حالانکہ اس بات میں کوئی شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ فقہ کا کوئی مسئلہ آج تک کوئی مائی کا لعل قرآن و حدیث کے مخالف اور متصادم پیش نہیں کر سکا اور نہ ہی ان شاء اللہ کر سکے گا۔ ویسے بھی خود حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی موجود ہے کہ تشاورون الفقہاء فقہاء سے مشاورت کیا کرو گے اگر فقہاء قرآن و حدیث کے مخالفت ہوتے تو دینی امور میں مشاورت کا حکم کیوں ارشاد فرمایا جاتا؟؟

آخری مرحلہ..... اور سب سے اہم مرحلہ وہ یہ ہے کہ قرآن و حدیث کے ارشادات کا اکابر کی فہم و ذکاؤ پر اور ان کے تقویٰ و للہیت اعتماد کر کے مان لیا جائے۔ یا پھر اپنے ذہن نارسا کو عقل کل تسلیم کر لیا جائے۔ پس مسئلہ میں راہ اعتدال اہل السنۃ والجماعۃ کے پاس ہے وہ یہ ہے کہ جن لوگوں کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے خوشخبری دی ہے کہ یہ خیر کے زمانے والے ہیں ”خیر القرون“ قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم“ تو ان کے فہم و فراست، تفقہ و اتقان ثقاہت و عدالت اور تقویٰ پاکبازی پر اعتماد کر لیا جائے اور کہا جائے کہ ان کو ہم سے زیادہ دین کی سمجھ تھی اور وہ دینی مسائل کے استنباط و استخراج میں مہارت رکھتے تھے پھر ان کے مسائل و عقائد کو پوری امت مسلمہ نے تسلیم کیا ہے اگر خدا نخواستہ یہ لوگ غلط تھے تو پھر کیا دین اسلام چودہ سو سال سے غلط لوگوں کے ہاتھوں ہم تک پہنچا!!! مقام فکر ہے ان لوگوں کے لیے جو بڑی بے توجہی میں کہہ جاتے ہیں کہ فلاں امام کو صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں۔ وہ یتیم فی الحدیث تھے، کیا یہ لوگ اس طرف توجہ دینے کے لیے

تیار نہیں کہ ان کا یہ جملہ ساری امت کو گمراہ کہنے کے مترادف ہو رہا ہے
سوچنے کی بات ہے اس سے بار بار سوچ

اب رہا ان لوگوں کا رٹا ہوا جملہ کہ دین میں کوئی سختی نہیں، مولویوں نے یہ ساری باتیں خود
بنارکھی ہیں، یہ رحم دل نہیں ہوتے، ان میں خیر خواہی اور ہمدردی نہیں ہے لا اکراہ فی الدین
ان ”دانشورانِ قوم“ کی خدمت میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ آیت کریمہ جس نبی پر
اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے وہ اس امر الہی کو زیادہ جانتے ہیں یا آپ؟ جب وہ چور کی سزا پر ہاتھ
کاٹنے کا حکم دیتے ہیں حدود و قصاص کو جاری فرماتے ہیں حد سرقہ (چوری کی سزا) حد شرب خمر
(شراب پینے کی سزا) حد زنا (زنا کرنے کی سزا) اور معاشرتی برائیوں کی روک تھام کے لیے حدود
و قصاص نافذ فرماتے ہیں تو کیا آپ ان سے بھی زیادہ رحم دل اور شفیق ہیں؟ ان کے بارے میں تو
خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ رحمت للعالمین ہیں۔ اصل میں بات کچھ اور ہے اگر اجازت ہو تو
عرض کر دوں!

جب ہم ان قوانین کے نفاذ کی بات کرتے ہیں جو اسلامی ہیں اور ان میں معاشرے
میں برائیوں اور فتنہ و فساد روکنے کی استعداد ہے تو صرف وہی لوگ سر اٹھاتے ہیں جن کے دل میں
چور ہوتا ہے جو خود شرابی کبابی ہوتے ہیں، جو خود سود کے رسیا اور زنا کے عادی ہوتے ہیں انہیں پتا
ہوتا ہے کہ اگر یہ قوانین نافذ ہو گئے تو ہماری خیر نہیں۔

الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ فضل اور بار بار شکر و امتنان ہے کہ ہمیں یہ خوف نہیں کہ اگر
اسلامی حدود جاری ہو گئیں تو ہمیں سر بازار کوڑے لگیں گے یا سر مقتل ہم کو تختہ دار پر جھولنا پڑے گا۔
ہم مطمئن ہیں شاید میری بات قدرے سخت ہو گئی ہے لیکن یقین جانے کہ حقیقت ایسے ہی ہے آخر
میں خصوصاً با اثر شخصیات جن کو خدا نے ہمارا حکمران بنایا ہے وہ حدود اللہ اور شریعت اسلامی میں
ثابت شدہ قوانین میں نہ تو ترمیم کا مطالبہ کریں اور نہ ہی اسلامی احکامات کو بدلنے کی کوشش
فرمائیں یہ یہود کا و طیرہ اور شیوہ رہا ہے کہ وہ احکامات خداوندی کو نذر انوں کے لیے بدل دیا کرتے
تھے لہذا اسلامی احکامات کی رونق کو مدھم نہ کیا جائے اور خلاف شریعت مطالبات کرنا چھوڑ دیے
جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ ”ان بطش ربک لشدید“ تیرے رب کی پکڑ بہت سخت
ہے۔ آئیے! اپنے رب کی طرف لوٹ آئیں اور جھگڑے فساد کو امن و آشتی میں بدل دیں۔

قسط: ۲

اہم اسلامی آداب

شیخ عبدالفتاح ابوعدہ

ادب ۶: جب آپ نے اپنے کسی بھائی کا دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر سے آواز آئی: آپ کون؟ تو آپ اپنا وہ پورا نام بتلائیں جس سے آپ کو پکارا جاتا ہو کہ میں فلاں ہوں، لہذا یہ نہ کہیں کہ کوئی ایک ہوں، یا میں ہوں یا ایک شخص ہوں کیونکہ اندر سے پوچھنے والا ان الفاظ سے آنے والے کو نہیں پہچان سکتا اور آپ کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ صاحب خانہ آپ کی آواز پہچانتے ہیں کیونکہ آوازیں ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں اور انداز بھی ایک دوسرے سے مشابہ ہوتے ہیں لہذا ضروری نہیں کہ گھر والے آپ کی آواز کو پہچان سکیں یا امتیاز کر سکیں کیونکہ کان بھی آواز کے پہچاننے میں غلطی کرتے ہیں اور نبی کریم ﷺ نے جواب میں ”میں“ کہنے کو ناپسند کیا ہے کیونکہ اس سے صحیح پہچان نہیں ہوتی۔

حضرت جابر بن عبد اللہ سے امام بخاری اور امام مسلم نے روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کون؟“ میں نے جواب میں عرض کیا: ”میں“ تو اس پر آپ ﷺ نے بطور نکیر فرمایا ”میں، میں“ گویا آپ ﷺ کو میرا ”میں“ کہنا ناگوار گزرا۔ یہی وجہ ہے کہ جب صحابہ کرام سے کہا جاتا: کون؟ تو وہ اپنا نام لیتے تھے۔

بخاری اور مسلم میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک رات جب میں اپنے گھر سے نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ تنہا تشریف لے جا رہے ہیں میں چاند کے سائے میں چلنے لگا آپ ﷺ نے مڑ کر دیکھا تو مجھے دیکھ لیا اور فرمایا: ”یہ کون ہے؟“ میں نے عرض کی: ”ابوذر“ نیز امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہن اور آپ ﷺ

کی چچا زاد بہن ام ہانی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ ﷺ غسل فرما رہے تھے اور آپ کی صاحبزادی فاطمہ پردہ پکڑے ہوئے تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کون ہے؟“ تو میں نے کہا میں ام ہانی ہوں۔

ادب ۷: جب آپ بغیر کسی پیشگی وعدہ کے کسی بھائی سے ملاقات کے لیے جائیں، یا پہلے کوئی وعدہ تھا مگر اس نے اس وقت ملاقات سے معذرت کر لی تھی تو آپ اس کی معذرت کو قبول کر لیں کیونکہ وہ اپنے گھر کے حالات اور اپنی معذوریوں کو خوب جانتا ہے ممکن ہے کہ اسے کوئی خاص مانع پیش آ گیا ہو، یا کوئی خاص ایسی حالت درپیش ہو کہ اس وقت وہ آپ کا استقبال نہ کر سکتا ہو اور ایسے حالات میں آپ سے معذرت کرنے میں کوئی تنگی محسوس نہیں کرتا۔ جلیل القدر تابعی حضرت قتادہ بن دعامۃ السدوسی فرماتے ہیں ایسے لوگوں کے دروازے پر مت کھڑے ہوں جنہوں نے آپ کو اپنے دروازہ سے واپس کر دیا ہو کیونکہ اگر آپ کی ضرورتیں ہیں تو ان کی بھی مصروفیات ہیں لہذا ان کو عذر کرنے کا زیادہ حق ہے۔

حضرت امام مالک فرمایا کرتے تھے ہر آدمی اپنا عذر بیان نہیں کر سکتا اسی لیے سلف صالحین کی عادت تھی کہ کسی کی ملاقات کے لیے جاتے تو اس سے کہتے ممکن ہے اس وقت آپ کو کوئی مشغولیت ہو تا کہ صاحب خانہ اگر عذر پیش کرے تو اس کے لیے آسانی ہو۔

مذکورہ ادب کی اہمیت اور صاحب خانہ کی جانب سے معذرت کی صورت میں بعض حضرات کے نفس میں احساس پیدا ہونے کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں زیارت اور اجازت کے ضمن میں فرمایا: ”و ان قیل لکم ارجعوا فارجعوا ہوا زکی لکم“

ترجمہ: اور اگر تم کو جواب ملے کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے لیے۔

قرآن کریم کے اس ادب سے اس شخص کو بھی سہولت ہے جو بعض غلطیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے مثلاً یہ کہ اسے کسی سے ملنا ناگوار ہوتا ہے تو وہ مجبوراً جھوٹ بولتا اور کسی سے کہلواتا ہے کہ وہ گھر میں نہیں حالانکہ وہ گھر میں موجود ہوتا ہے اس طرح اس سے جھوٹ کا گناہ سرزد ہوتا ہے اور

اس سے گھر میں موجود چھوٹے بچے بھی یہ ناپسندیدہ عادت سیکھتے ہیں اور بسا اوقات اس غلط تصور سے دلوں میں دشمنی اور کینہ پیدا ہوتا ہے۔

قرآن کریم کی ہدایت ہمیں اس برائی میں پڑنے سے روکتی ہے، اس لیے وہ صاحب خانہ کو یہ حق دیتی ہے کہ بڑی نرمی سے اپنے آنے والے بھائی سے معذرت کر لے اور آنے والے کو یہ ہدایت دی ہے کہ وہ صاحب خانہ کا عذر قبول کرے۔

اس لیے فرمایا: ”وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا ہو از کی لکم“

ادب ۸: جب آپ کسی کے گھر میں جانے کی اجازت لیں تو اس بات کا خیال رکھیں کہ آپ کی نگاہ گھر کے اندر یا کسی خاتون پر نہ پڑے کیونکہ وہ عیب اور برائی ہے۔

امام ابوداؤد اور طبرانی نے حضرت سعد بن عبادہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص آیا اور نبی کریم ﷺ کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا اور دروازہ کی طرف نگاہ کرتے ہوئے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اس طرح کھڑے ہوا کرو یعنی آپ ﷺ نے اسے وہاں سے ہٹایا اور حکم دیا کہ دروازہ کے سامنے سے ہٹ کر کھڑے ہو، پھر آپ ﷺ نے فرمایا اجازت تو اسی لیے لی جاتی ہے تاکہ نگاہ کی حفاظت ہو۔

امام بخاری نے اپنی کتاب الادب المفرد میں حضرت ثوبان سے روایت کی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ”لا یحل لامری ان ینظر الی جوف بیت حتی یستاذن فافعل فقد دخل“

ترجمہ: کسی شخص کے لیے یہ حلال نہیں کہ بغیر اجازت کسی کے گھر کے اندر دیکھے پس اگر اس نے ایسا کیا تو گویا وہ گھر میں داخل ہو گیا یعنی اجازت لینے سے پہلے اگر اس نے گھر کے اندر دیکھ لیا تو ایسا ہی ہے جیسے وہ بغیر اجازت اندر داخل ہو گیا اور یہ اس کے لیے حرام فعل ہے۔

نیز امام بخاری، امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اذا دخل البصر فلا اذان له“

ترجمہ: جب نگاہ اندر پڑ گئی تو اجازت نہیں ہے۔

امام بخاری نے حضرت عمار بن سعید سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا: ”من ملاعینہ من قاعة بیت اى ساحته و داخله قبل ان یوذن له فقد فسق“ یعنی جس شخص نے اجازت ملنے سے پہلے گھر میں خوب جی بھر کے دیکھ لیا تو وہ فاسق ہو گیا۔

نیز امام بخاری اور مسلم وغیرہ ائمہ حدیث نے حضرت سہل بن سعد سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے حجرہ مبارک کے دروازے کے سوراخ سے جھانک رہا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں کھجلا نے کی لکڑی تھی جس سے آپ اپنا سر مبارک کھجلا تے رہتے تھے جب رسول اللہ ﷺ نے اسے جھانکتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم اندر جھانک رہے ہو تو میں اس لکڑی سے تمہاری آنکھ پھوڑ دیتا، اجازت لینے کا حکم اسی لیے دیا گیا ہے تاکہ نگاہ اندر نہ پڑے۔

ادب ۹: جب آپ اپنے مسلمان بھائی سے ملنے جائیں یا اپنے ہی گھر میں داخل ہوں تو آپ گھر میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت نہایت مہذب انداز اختیار کریں اپنی نگاہ نیچی رکھیں اپنی آواز پست رکھیں اپنے جوتے اپنی جگہ پر اتاریں اور جوتے اتار کر ترتیب سے رکھیں اور ان کو ادھر ادھر مت ڈالیں۔ نیز جوتے پہننے اور اتارنے کے آداب کو نہ بھولیں پہنتے وقت داہنا جوتا دائیں پاؤں میں پہنیں اور اتارتے وقت بائیں جوتے کو پہلے اتاریں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

”اذا انتعل احدکم فلیبدا بالیمنیٰ و اذا نزع فلیبدا بالشمال لتکن الیمنیٰ اولہما تنعل و آخرہما تنزع“ (رواہ مسلم)

یعنی جب تم میں سے کوئی جوتا پہننے تو دائیں سے شروع کرے اور جب جوتا اتارے تو بائیں سے شروع کرے دائیں جوتے کو پہلے پہنا جائے اور آخر میں اتارا جائے نیز اپنے مسلمان بھائی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اپنے جوتے کو اچھی طرح دیکھ، اگر جوتے کے ساتھ راستے میں کوئی چیز لگ گئی ہے تو اسے اس سے دور کر دو، اور جوتوں کو زمین پر رگڑ دو تاکہ ان کے ساتھ جو چیز لگی ہو وہ دور ہو جائے کیونکہ اسلام پاکیزگی اور تہذیب کا دین ہے۔

اس ماہ کا سبق:

زبان کی حفاظت

مولانا عاشق الہی بلند شہری

مسلمان آدمی کے لیے زبان کی حفاظت بہت ضروری ہے آدمی کے جسم میں زبان دیکھنے میں گوزر اسی چیز ہے مگر بڑی بڑی لڑائیاں کرا دیتی ہے اور دلوں میں پھوٹ ڈالوا دیتی ہے انسان سے جو گناہ ہوتے ہیں اکثر یا تو زبان سے ہوتے ہیں یا ان میں زبان کا دخل ضرور ہوتا ہے دنیا و آخرت کی کامیابی کی اور بہت سی مصیبتوں سے چھٹکارے کی سب سے اچھی اور عمدہ ترکیب یہ ہے کہ زبان اپنے قابو میں رکھی جائے حضرت رسول مقبول ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

”منہ کے بل اوندھے کر کے جو چیز لوگوں کو دوزخ میں گرائے گی وہ ان کی باتیں ہی ہوں گی۔“

زبان سے بڑے بڑے گناہ ہوتے ہیں: کفر کے کلمے زبان سے ہی نکلتے ہیں، غیبت زبان ہی سے ہوتی ہے، بہتان۔ لعن طعن، گالیاں، جھوٹ، چغلی اور طرح طرح کے گناہ ہوتے ہیں اپنی زبان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رکھو اور دنیا کی ضروری بات جس میں گناہ نہ ہو کر لو اور جتنی ضرورت ہو اسی قدر بولو عورتوں میں عادت ہوتی ہے کہ بات میں بات لگائے جاتی ہیں اور تیری میری برائی میں گھنٹوں مجلس گرم رکھ کر اپنی عاقبت خراب کرتی ہیں، کسی کو کوستی ہیں اور کسی پر لعنت اور پھٹکار بھیجتی ہیں۔ بڑائی جتاتی ہیں اور دوسری عورتوں کی حقارت ظاہر کرتی ہیں یاد رکھو! کہ سب چیزیں آخرت میں ڈبونے والی ہیں ان سے بچو!

جھوٹ کا وبال: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کی بات کی بدبو سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔

چغلی: فرمایا حضرت رسول کریم ﷺ نے کہ جنت میں چغل خوردا خل نہ ہوگا۔

گانا: فرمایا حضرت رسول کریم ﷺ نے کہ گانا دل میں نفاق کو گاتا ہے جیسے پانی کھیتی کو

اُگاتا ہے نفاق اس کو کہتے ہیں کہ آدمی کے دل میں کفر ہوا اور ظاہر میں مسلمان بنے گا نے مت سنو، نہ گانے کے شعر یاد کرو، بہت سی لڑکیاں سینما میں جاتی ہیں، حیا شرم بھی کھوتی ہیں اور گانا بجانا بھی جان جاتی ہیں اور پھر بیٹھے بیٹھے شعر گایا کرتی ہیں، یہ سخت گناہ ہے مسلمانوں کے کرنے کا کام نہیں دیکھو! حضرت رسول مقبول ﷺ نے اس کو منافقت کا سبب بتایا ہے۔

غیبت کا گناہ: فرمایا حضرت رسول مقبول ﷺ نے غیبت کا وبال زنا کاری سے بھی زیادہ سخت ہے۔

صحابیوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! غیبت کا بول زنا کاری سے بھی زیادہ سخت کیسے ہے؟ فرمایا: اس وجہ سے کہ بلاشبہ آدمی زنا کاری کرتا ہے اور توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ غیبت والے کا گناہ نہ بخشتا جائے گا جب تک وہی معاف نہ کرے جس کی اس نے غیبت کی ہے۔

غیبت اس کو کہتے ہیں کہ کسی کے بارے میں ایسی بات کہی جاوے جو اسے بری لگے اس کا بڑا گناہ ہے جس جس کی غیبت کی ہو اس سے معافی مانگ لو، ورنہ قیامت میں اس کو اپنی نیکیاں دینی پڑیں گی اور اس کے گناہ اپنے اوپر لادنے ہوں گے اور اگر اس مرد یا عورت کی خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے جس کی تم نے غیبت کی یا دنیا میں اب نہیں ہے تو اس کے لیے مغفرت کی دعا اتنی کرو کہ تمہارا دل گواہی دے دے کہ ہاں اس کی غیبت کا بدلہ میں نے ادا کر دیا۔

بہت سے لوگ غیبت کرتے ہیں اور جب کوئی منع کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم جھوٹ تو نہیں کہتے جو برائی فلاں مرد یا عورت میں ہے اسی کا تو بیان کیا ہے یہی سوال ایک صحابی نے حضرت رسول کریم ﷺ کے سامنے رکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو نے وہ عیب یا برائی بیان کی جو تیرے بھائی میں ہے تو اس صورت میں تو نے اس کی غیبت کی اور اگر تو نے اس کے بارے میں وہ بات کہی جو اس میں نہیں ہے تو اس صورت میں تو نے اس پر بہتان باندھا۔“

الغرض جہاں تک ہو سکے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں زبان کو لگائے رکھو دنیا کی کوئی ضروری

بات ہوئی کر لی کسی کو نصیحت کر دی اسی میں مشغول رہو جہاں تک ہو سکے ایسی بات بھی نہ کرو جس میں نہ گناہ ہو نہ ثواب۔ کیونکہ اس میں بھی اپنی آخرت کا نقصان ہے جس وقت ایسی بات کہی جس سے نہ گناہ ہو نہ ثواب ہو۔ اس وقت اللہ کا ذکر کیا جاتا یا درود شریف کے مبارک الفاظ یا کوئی دوسرا کلمہ خیر نکل جاتا تو بڑا ثواب ملتا لایعنی اور فضول باتوں اور بیکار کاموں سے دور رہو، حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: ”انسان کے اسلام کی ایک خوبی یہ ہے کہ بیکار کاموں کو چھوڑ دے۔“ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک صحابی کی وفات ہو گئی تو دوسرے صحابی نے کہا کہ تجھے جنت کی خوشخبری ہے اس پر حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ تم خوشخبری دے رہے ہو اور حالانکہ تم کو پتہ نہیں کہ شاید اس نے لایعنی بات کہی ہو یا ایسی چیز کے خرچ سے کنجوسی کی ہو جو خرچ سے گھٹی نہیں (جیسے علم، آگ، ہنک وغیرہ) حضرت رسول مقبول ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ”آدمی اپنے پیار سے اتنا نہیں پھسلتا جتنا اپنی زبان سے لغزش کھا جاتا ہے۔“ اور یہ بھی ارشاد فرمایا: ”بلاشبہ بندہ کبھی ایسا کلمہ اللہ کی ناراضگی کا کہہ دیتا ہے کہ اس کی وجہ سے دوزخ میں اس سے بھی زیادہ گہرا گرتا چلا جاتا ہے جتنا پورب اور پچھتم کے درمیانی فاصلہ ہے حالانکہ اس کو اپنی بات کی طرف دھیان بھی نہیں ہوتا۔“ (کہ میں نے کیا کہہ دیا ہے)

حضرت لقمان حکیم سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ کو حکمت کا یہ مرتبہ کیسے نصیب ہوا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں سچ بولتا ہوں، امانت ادا کرتا ہوں اور لایعنی سے بچتا ہوں اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی زبان کی حفاظت کی اور لایعنی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامت

حضرت ذوالنون مصری ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ سے محبت جناب نبی کریم ﷺ کی اتباع ہے۔ آپ کے اخلاق، افعال، اقوال و اوامر اور آپ کے طریقوں غرض تمام امور میں اتباع کی جائے۔ (الاعتصام ج ۱ ص ۶۳ طبع بیروت)

مجبوریاں

ڈاکٹر منصور احمد باجوہ

- ☆ بچھو کسی سے پیار کرے تو پیار میں بھی ڈنگ ہی مارے گا۔
- ☆ لوگوں کے ہاتھ بندھے ہوئے نہ ہوتے تو وہ کب کے دنیا کو تباہ کر چکے ہوتے۔
- ☆ کچھ لوگ بھول کر غلطیاں کرتے ہیں اور کچھ غلطیاں کر کے بھول جاتے ہیں۔
- ☆ آنسو پونچھنے والے نہ ہوں تو بہت سے لوگ رونا چھوڑ دیں۔
- ☆ ہر رونے والا اپنی بے بسی پر روتا ہے۔
- ☆ ہم میں سے اکثر بزدلی کو مجبوری کا نام دے دیتے ہیں۔
- ☆ بیوقوف صرف اسے بنایا جاسکتا ہے جو آپ پر اعتبار کرے۔
- ☆ زندگی میں ہر شخص کچھ نہ کچھ کرنے کے لیے نکلتا ہے اور کچھ نہ کچھ کرتا بھی ضرور ہے
- ☆ مگر یہ کچھ نہ کچھ سے اکثر بہت مختلف ہوتا ہے جو وہ کرنے نکلتا تھا۔
- ☆ امانت میں خیانت صرف وہ کر سکتا ہے جس کے پاس امانت رکھی گئی ہو، اسی لیے
- ☆ ہماری قوم میں خائون کی تعداد اتنی کم ہے۔
- ☆ لوگ صرف اس بات پر یقین کرتے ہیں جس پر یقین کرنا چاہتے ہیں۔
- ☆ کسی خواب کی تعبیر آنکھ کھولے بغیر نہیں ڈھونڈھی جاسکتی۔
- ☆ گاڑیاں لیٹ نہیں ہوتیں، انہیں کوئی بروقت پہنچنے نہیں دیتا۔
- ☆ زندگی سے بڑھ کر انسان کی کوئی مجبوری نہیں ہے۔
- ☆ انسان کو مجبور صرف اس کا دل کر سکتا ہے دماغ تو صرف تجویز ہی دے سکتا ہے۔
- ☆ اگر برے لوگ اپنی بری عادتوں کی وجہ سے مجبور ہوتے ہیں تو اچھے لوگوں کو بھی اپنی
- ☆ اچھی عادتوں کی وجہ سے مجبور ہونا چاہیے۔

- ☆ اگر ہم غیبت نہ کریں تو پھر پارٹیوں میں ایک دوسرے کو کہنے کے لیے کیا رہ جاتا ہے۔
- ☆ انسان کو کچھ نہ کرنے کے لیے بھی بہت کچھ کرنا پڑتا ہے۔
- ☆ جو لوگ حکم چلا نہیں سکتے انہیں حکم ماننے پڑتے ہیں۔
- ☆ زندگی کے پہلے نصف حصے میں ہمیں والدین چین نہیں لینے دیتے اور دوسرے نصف میں بچے۔
- ☆ اگر ہماری اپنی کمزوریاں ہمیں کسی غلط کام پر مجبور نہ کریں تو کوئی دوسرا ہمیں اس پر مجبور نہیں کر سکتا۔
- ☆ بڑے آدمیوں کی ایک بڑی مجبوری یہ ہے کہ ان کے بھی غریب رشتے دار ہوتے ہیں۔
- ☆ انسان ہمیشہ اپنی کمزوریاں دوسروں میں ڈھونڈھنے میں لگا رہتا ہے۔
- ☆ اپنے اندر خوشی تلاش کرنا مشکل ہے اور کسی دوسری جگہ ناممکن۔
- ☆ ہماری ”انا“ وہ واحد جیل ہے جہاں ہماری روح مقید رہتی ہے۔
- ☆ تجربہ محض وہ نام ہے جو ہم اپنی غلطیوں کو دیتے ہیں۔
- ☆ جب ہم بچے تھے تو بچوں کے لیے حالات اچھے نہ تھے اور اب بڑے ہیں تو بڑوں کے لیے اچھے نہیں ہیں۔
- ☆ ٹیڑھا راستہ بھی سیدھا ہی نظر آتا ہے اگر اسے ٹیڑھی آنکھ سے دیکھا جائے۔
- ☆ استادی سیکھنے کے لیے بھی کسی نہ کسی کا شاگرد بننا پڑتا ہے۔

پردیسی

عرصے بعد پردیس سے پلٹنے والا ایک پردیسی، اپنے جھارے سے پوچھتا ہے کہ یار! یہاں ڈرائیونگ کرنے کے لیے کوئی خصوصی ہدایات ہوں تو مجھے بھی بتاؤ کہ میں کہیں حادثہ نہ کر لوں۔

جھارا: اسے بتاتا ہے کہ حالات بہت بدل گئے ہیں اس لیے اگر تم سامنے سے بس کو آتے دیکھو تو گاڑی کو سڑک سے اتار کر اس کو گزرنے دو اور اگر ٹرک آ رہا ہو تو گاڑی کو سڑک سے اتار کر کھڑی کر لو اور ٹرک کو گزرنے دو اور اگر فوجی گاڑی دیکھو تو گاڑی کو سڑک سے نیچے اتار کر کھڑی کر دو اور اس سے اتار کر کسی درخت پر چڑھ جاؤ۔

(فاطمہ بتول، سیالکوٹ)

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام محمد رانا

نام و نسب:

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں۔ بعثت سے دس برس پہلے پیدا ہوئیں۔

نکاح:

ابوالعاص بن ربیع جوان کے خالہ زاد تھے ان سے ان کا نکاح ہوا، یاد رہے کہ اس وقت تک مشرکین سے نکاح حرام نہیں ہوا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو اہل و عیال مکہ میں رہ گئے تھے۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت اپنے سسرال میں تھیں غزوہ بدر میں ابوالعاص کفار کی طرف سے شریک ہوئے اور گرفتار ہوئے۔ رہائی اس شرط پر ملی کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدینہ کی طرف روانہ کریں گے۔

ہجرتِ مدینہ:

ابوالعاص نے مکہ جا کر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کیا۔ کفار سے لڑائی کا خوف تھا اس لئے کنانہ نے ہتھیار بھی ساتھ لے لیے، مقام ذی طویٰ پر پہنچے تو قریش کے چند آدمیوں نے تعاقب کیا، ہبار بن اسود نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نیزہ مار کر نیچے گرا دیا۔ کنانہ نے یہ دیکھ کر ترکش سے تیر نکالے اور کہا اب کوئی اگر قریب آیا تو ان تیروں کا نشانے بنے گا۔ لوگ پیچھے ہٹ گئے ابوسفیان سردارانِ قریش کے ساتھ آیا اور کہا کہ تیر روک لو ہم لوگ کچھ گفتگو کر لیں۔

انہوں نے تیر ترکش میں ڈال لیے۔ ابوسفیان نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہاتھوں سے جو تکلیفیں ہم کو پہنچی ہیں اسکے بعد اگر تم ان کی لڑکی کو اعلانیہ مکہ سے نکال کر مدینہ لے گئے

تو لوگ ہمیں کمزور کہیں گے۔ ہمیں زینب (رضی اللہ عنہا) کو روکنے کی ضرورت نہیں جب ہنگامہ کم ہو جائے تو اس وقت ان کو خفیہ طور پر لے جانا۔ چند روز کے بعد کنانہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو رات کے وقت لے کر روانہ ہوئے اور مقام طن پر حضرت زید رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا جو ان کو لینے کیلئے پہلے سے وہاں موجود تھے۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب مدینہ منورہ پہنچیں تو اس وقت تک ان کے شوہر حالت شرک میں تھے۔

جمادی الاول سنہ 6 ہجری میں ابوالعاص قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ کو 170 سواروں کے ساتھ قافلے کے تعاقب میں بھیجا مقام عصیص پر کچھ لوگ گرفتار ہوئے اور مال و اسباب بھی ہاتھ آیا ابوالعاص بھی قیدیوں میں شامل تھے۔ مدینہ پہنچے تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کے فدیہ کے لیے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہار پیش کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہار دیکھا تو آبدیدہ ہو گئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے اجازت لے کر ان کو آزاد کر دیا اور ہار بھی واپس کر دیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی سفارش سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کا مال بھی واپس کر دیا۔

ابوالعاص نے مکہ جا کر لوگوں کی امانتیں انہیں واپس کیں اور اسلام قبول کرنے کے بعد مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت زینب کا دوبارہ نکاح ان کے ساتھ کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ شریفانہ برتاؤ کی ہمیشہ تعریف کی۔

وفات:

نکاح جدید کے بعد صرف دو سال کے عرصے تک حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندہ رہیں اور سنہ 8 ہجری میں انہوں نے وفات پائی۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ

عنها نے انہیں غسل دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبر میں اتر کر اپنے نور دیدہ کو سپرد خاک کیا اس وقت چہرہ مبارک پر غم کے آثار نمایاں تھے۔

اولاد:

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد میں ایک بیٹی حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ایک بیٹے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو فتح مکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ تھے، جنہوں نے یرموک کے معرکہ میں شہادت پائی۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور اپنے شوہر ابوالعاص سے بہت محبت کرتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوں اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

نوٹ:

بعض گمراہ لوگ اس طرح کی باتیں پھیلاتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک بیٹی تھیں، یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں۔ مزید تفصیلات کے لیے مولانا محمد نافع صاحب دامت برکاتہم کی کتاب بنات اربعہ یا مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کی کتاب سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ فرمائیں۔

دولت خانہ

ایک مہمان نواز بھیڑیے نے غریب بکری کے بچے سے کہا کیا آپ میرے غریب خانہ کو اپنی تشریف آوری سے عزت بخشیں گے بکری کی بچے نے جواب دیا جناب کی ملاقات میرے لیے بڑے فخر و ناز کا سبب ہوتی اگر آپ کا دولت خانہ آپ کا معدہ نہ ہوتا۔

بچے

لپٹرس بخاری

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ بچوں کی کئی قسمیں ہیں مثلاً ملی کے بچے، فاختے کے بچے وغیرہ مگر میری مراد صرف انسان کے بچوں سے ہے جن کی بظاہر تو کئی قسمیں ہیں کوئی پیارا بچہ ہے اور کوئی ننھا بچہ ہے کوئی پھول سا بچہ ہے اور کوئی چاند سا بچہ ہے لیکن یہ سب اس وقت تک کی باتیں ہیں جب تک برخوردار پنگھوڑے میں سویا پڑا ہے جہاں بیدار ہونے پر بچے کے پانچوں حواس کام کرنے لگے بچے نے ان سب خطابات سے بے نیاز ہو کر ایک الارم کلاک کی شکل اختیار کر لی ہے یہ جو میں نے اوپر لکھا ہے کہ بیدار ہونے پر بچے کے پانچوں حواس کام کرنے لگ جاتے ہیں میں نے حکماء کے تجربات کی بناء پر لکھا ہے ورنہ حاشا و کلام میں اس بات کا قائل نہیں۔

کہتے ہیں بچہ سنتا بھی ہے اور دیکھتا بھی ہے لیکن مجھے آج تک سوائے اس کی قوت ناطقہ کے اور کسی قوت کا ثبوت نہیں ملا۔ کئی دفعہ ایسا اتفاق ہوا ہے کہ روتا ہوا بچہ میرے حوالے کر دیا گیا ہے کہ ذرا اسے چپ کروانا، میں نے جناب اس بچے کے سامنے گانے گائے ہیں، شعر پڑھے ہیں، ناچ ناچے ہیں، تالیاں بجائی ہیں، گھنٹوں کے بل چل کر گھوڑے کی نقلیں اتاری ہیں، بھیڑ بکری کی سی آوازیں نکالی ہیں، سر کے بل کھڑے ہو کر ہوا میں بائیسکل چلانے کے نمونے پیش کئے ہیں لیکن کیا مجال جو اس بچے کی یکسوئی میں ذرا بھی فرق آیا ہو یا جس سر پر اس نے شروع کیا تھا اس سے ذرا بھی نیچے اتر اہو اور خدا جانے ایسا بچہ دیکھتا ہے اور سنتا ہے تو کسی وقت؟

بچے کی زندگی کا شاید ہی کوئی لمحہ ایسا گزرتا ہو جب اس کے لیے کسی نہ کسی قسم کا شور ضروری نہ ہو۔ اکثر اوقات تو وہ خود ہی سامعہ نوازی کرتے رہتے ہیں ورنہ یہ فرض ان کے لواحقین پر عائد ہوتا ہے۔ ان کو سلانا ہو تو لوری دیجئے، ہنسنا ہو تو مہمل سے فقرے بے معنی سے بے معنی منہ بنا کر بلند سے بلند آواز میں ان کے سامنے دہرائے اور کچھ نہ ہو تو شغل بے کاری کے طور پر ان کے

ہاتھ میں ایک جھنجھنا دے دیجئے یہ جھنجھنا بھی کم بخت کسی بے کار کی ایسی ایجاد ہے کہ کیا عرض کروں یعنی ذرا سا آپ ہلا دیجئے لڑھکا چلا جاتا ہے اور جب تک دم میں دم ہے اس میں سے ایک ایسی بے سری کرخت آواز متواتر نکلتی رہتی ہے کہ دنیا میں شاید اس کی مثال محال ہے اور جو آپ نے مامتا یا باپتا کے جوش میں آ کر برخوردار کو ایک عدد وہ بڑا ایک، گڑیا منگوادی جس میں ایک بہت ہی تیز آواز کی سیٹی لگی ہوتی ہے تو بس پھر خدا حافظ۔

اس سے بڑھ کر میری صحت کے لیے مضر چیز دنیا میں اور کوئی نہیں سوائے شاید اس ربڑ کے تھیلے کے جس کے منہ پر ایک سیٹی دار نالی لگی ہوتی ہے اور جس میں منہ سے ہوا بھری جاتی ہے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو والدین کہلاتے ہیں بد قسمت ہیں تو وہ بے چارے جو قدرت کی طرف سے اس ڈیوٹی پر مقرر ہوئے ہیں کہ جب کسی عزیز یا دوست کے بچے کو دیکھیں تو ایسے موقعوں پر ان کے ذاتی جذبات کچھ ہی کیوں نہ ہوں وہ یہ ضرور کہیں کہ کیا پیارا بچہ ہے!!!

میرے ساتھ کے گھر ایک مرزا صاحب رہتے ہیں خدا کے فضل سے چھ بچوں کے والد ہیں بڑے بچے کی عمر نو سال ہے بہت شریف آدمی ہیں ان کے بچے بھی بے چارے بہت ہی بے زبان ہیں جب ان میں سے ایک روتا ہے تو باقی کے سب چپکے بیٹھے سنتے رہتے ہیں جب وہ روتے روتے تھک جاتا ہے تو ان کا دوسرا برخوردار شروع ہو جاتا ہے وہ ہار جاتا ہے تو تیسرے کی باری آتی ہے رات کی ڈیوٹی والے بچے الگ ہیں ان کا سر ذرا باریک آپ انگلیاں چٹخو اگر سر کی کھال میں تیل جھسوا کر کانوں میں روئی دے کر، لحاف میں لپیٹ کر سوئے ایک لمحے کے اندر آپ کو جگا کے اٹھا کے بٹھانہ دیں تو میرا ذمہ۔

انہی مرزا صاحب کے گھر پہ جب میں جاتا ہوں تو ایک ایک بچے کو بلا کر پیار کرتا ہوں اب آپ ہی بتائیے کہ میں کیا کروں کئی دفعہ دل میں آیا مرزا صاحب سے کہوں حضرت آپ کی ان نغمہ سرائیوں نے میری زندگی حرام کر دی نہ دن کو کام کر سکتا ہوں نہ رات کو سو سکتا ہوں لیکن یہ میں کہنے ہی کو ہوتا ہوں کہ ان کا ایک بچہ کمرے میں آ جاتا ہے اور مرزا صاحب ایک دالدارانہ تبسم سے

کہتے ہیں: ”اختر بیٹا! ان کو سلام کرو، سلام کرو بیٹا، اس کا نام اختر ہے صاحب، بڑا اچھا بیٹا ہے۔
 کبھی ضد نہیں کرتا، کبھی نہیں روتا، کبھی ماں کو تنگ نہیں کرتا۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ وہی
 لائق ہے جو رات کے دو بجے گلا پھاڑ پھاڑ کے روتا ہے مرزا صاحب قبلہ تو شاید اپنے خراٹوں کے
 زور و شور میں کچھ نہیں سنتے۔ بدبختی ہماری ہوتی ہے لیکن کہتا یہی ہوں کہ یہاں آؤ بیٹا اور گھٹنے پر بٹھا
 کر اس کا منہ بھی چومتا ہوں۔ خدا جانے آج کل کے بچے کس قسم کے بچے ہیں ہمیں اچھی طرح یاد
 ہے کہ ہم بقر عید کو تھوڑا سا رو لیا کرتے تھے اور کبھی کبھار کوئی مہمان آنکلا تو نمونے کے طور پر تھوڑی
 سی ضد کر لی۔ کیونکہ ایسے موقع پر ضد کا رآمد ہوا کرتی تھی لیکن یہ کہ چوبیس گھنٹے متواتر روتے رہیں
 ایسی مشق ہم نے کبھی بہم نہ پہنچائی تھی۔



نرخ نامہ برائے اشتہارات ماہنامہ

بیک

2500	3/4 بیک بیچ 4 کمر	3000	بیک فل بیچ 4 کمر
1500	1/4 بیک بیچ 4 کمر	2000	ہاف بیک بیچ 4 کمر

اندرون

1500	3/4 دن کمر	1800	فل بیچ دن کمر
800	1/4 دن کمر	1300	ہاف بیچ دن کمر

مین پیج ان سائیڈ

1300	3/4 بیچ دن کمر	2000	فل بیچ دن کمر
800	1/4 بیچ دن کمر	1000	ہاف بیچ دن کمر
600	پٹی 1.5 انچ بیک ٹائٹل	2000	ایک پٹی 1.5 انچ مین ٹائٹل

نیا سورج

بنت بشیر احمد، لاہور

ہیلو صائم یا دیکھا سوچا اس دفعہ New year کو کیسے منایا جائے ویسے یانیا میوزک Singars ہونے چاہئے ہاں یارتا تبش یہ سب تو ٹھیک ہے مگر پیسے کہاں سے آئیں گے لاکھوں خرچے ہیں۔ ارے بھی! پیسے کی فکر چھوڑ دو وہم ہے ناں۔ خیر آج تو 29 تاریخ ہے کل 30 دسمبر کا دن ہے کل رات 12 بجکر ایک منٹ پر 2011 شروع ہو جائے گا اوکے بائے فی الحال مجھے ساجد سے بات کرنی ہے میں تمہیں کل کال کروں گا یہ کہہ کر تابش نے سیل بند کر دیا اور ساجد کے نمبر ڈائل کر کے اس کو اپنے پروگرام کے متعلق بتلایا فون بند کر کے اس نے اپنے بیڈروم سے نکلتے ہوئے اپنے پیپا کی چیک بک نکالی 25 ہزار کا چیک نکالا اور بک اسی جگہ پر رکھ دی۔ یار صائم میں نے سب انتظام کر لیا ہے بس کل کا دن رہ گیا ہے پھر ہم اور میوزک؛ واہ یار کیا مزہ آئے گا اچھا یارتا تبش کل ملاقات ہوگی بائے۔

آج 30 دسمبر کا دن نہیں بلکہ شام کا وقت تھا تابش وغیرہ کا گروپ اپنی تیاریوں میں مگن تھا تقریباً 9 بجے ان تمام کو ہال میں پہنچنا تھا 10 بجنے میں 15 منٹ تھے جب تابش ہال میں داخل ہوا تابش کے پہنچنے کی دیر تھی ہر طرف شور و غل میوزک کی آواز گونجنے لگی۔ 12 بجکر ایک منٹ پر گھڑیوں کے الارم بجنے لگے ادھر تابش گروپ کے شور میں بھی اضافہ ہونے لگا۔ رات کے وقت اکیلے تنہا واپس آتے ہوئے تابش کی نگاہ گارڈن ٹاؤن کے فٹ پاتھ پر پڑی جہاں ایک معصوم بچہ (جو کہ عام زندگی میں انڈے بیچ کر اپنا پیٹ پالتا تھا) اپنے رب کے سامنے اپنے معصوم ہاتھوں کے پھیلانے فریاد کر رہا تھا اور آنسوؤں نے اس کے چہرے کو چمکایا ہوا تھا زار و قطار سے روتے ہوئے کہہ رہا تھا: ”اے اللہ! اے اللہ! میری زندگی سے ایک سال کم ہو چکا ہے اے اللہ اس سال بھی میں خود کو اس قابل نہ بنا سکا کہ میں امت محمدیہ کہلانے کے لیے لائق ہو سکوں۔ اے اللہ! اس سال میں جتنے گناہ کئے درگزر فرما دیجئے اور نئے سال کے ابھرتے ہوئے سورج کو میرے لیے نہیں اس دنیا کے تمام مسلمانوں کے لیے خوشیوں کا پیغام بنا دیجئے سوئے ہوئے مسلمانوں کو بیدار کر دیجئے۔“ اس معصوم بچے کی دعا نے تابش میاں کی زندگی بدل دی اتنے میں قریبی مسجد سے آذان کی آواز گونجنے لگی تابش کے قدم مسجد کی طرف بڑھنے لگے۔ ادھر نئے سال کا سورج طلوع ہو رہا تھا ادھر اس کی نئی زندگی کا سورج طلوع ہو رہا تھا۔

سسرالی جھگڑے

پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

یہ اتنا پیچیدہ عنوان ہے کہ رسی کی ڈور کا سراپکڑنا بھی مشکل نظر آتا ہے Multiple Factor (کئی پہلو) اس میں Involve (شامل) ہوتے ہیں، مگر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سسرال میں ایک کھینچا تانی کا ماحول ہوتا ہے۔ ساس سے پوچھو تو وہ اپنی جگہ سچی، بہو سے پوچھو وہ اپنی جگہ سچی، نندوں سے پوچھو تو وہ اپنی جگہ سچیں، سچی بھی سب ہوتی ہیں اور پریشان بھی سب ہوتی ہیں، تو آخر کوئی نہ کوئی تو بات ہوتی کہ یہ گھر کے اندر Tension (تناؤ) کی کیفیت ہوتی ہے ایک دوسرے کی غیبتیں ہو رہی ہوتی ہیں، اختیارات کی جنگ ہو رہی ہوتی ہے۔ گھر پر سکون ہونے کے بجائے دنگ اور فساد کا ماحول نظر آتا ہے۔

سسرال..... لڑکی کا اصلی گھر:

ہر لڑکی کو ذہن میں یہ بات سوچنی چاہے کہ میرا اصلی گھر سسرال ہے۔ بیٹی ہمیشہ پرانے گھر کی امانت ہوتی ہے ماں باپ گوا سے پالتے ہیں لیکن بالآخر اسے دوسرے کا گھر جا کر بسانا ہوتا ہے۔ اس لیے بچی کے ذہن میں شروع سے یہ بات ڈالنی ہوتی ہے کہ اپنا گھونسلہ اپنا..... کچا ہو یا پکا جب بچی شروع سے ہی گھر بسانے کی نیت لے کر جائے گی تو وہ گھر میں موجود جو پہلی خواتین ہیں ان کے ساتھ اچھا تعلق بنا کر رکھے گی اور محبت پیار کے ساتھ رہے گی گھر میں پہلے سے موجود خواتین کو چاہیے کہ وہ اس نئی آنے والی بچی کو اپنے گھر کا ایک فرد سمجھیں اتنی قربانی کر کے آئی؛ ماں باپ کو چھوڑا، بہن بھائی کو چھوڑا، میکے میں جہاں رہتی تھی وہاں اپنی سہیلیوں کو چھوڑا، سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اگر اس نے قربانی کی اور اپنے خاوند کی خاطر یہاں آگئی تو اس قربانی کی بھی تو آخر کوئی Value (قدر) ہوتی ہے۔ اگر سب لوگ اپنی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں تو اس جھگڑوں کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ عام طور پر جب کسی بچے کی شادی ہوتی ہے تو وہ اپنے ماں باپ کے

گھر رہتا ہے اور بچی کو ایک آباد گھر کے اندر آنا پڑتا ہے یہ اس کی ضرورت بھی ہے لیکن یہاں آ کر اس کو ایڈجسٹمنٹ کا مسئلہ ہوتا ہے۔

جھگڑوں کی بنیادی وجوہات:

اب ہمیں پہلے یہ سوچنا ہے کہ یہ جھگڑوں کی بنیادی وجوہات کیا ہوتی ہیں تاکہ ان وجوہات کو ختم کیا جاسکے۔

ساس کی طرف سے جھگڑوں کے اسباب:

تو سب سے پہلے ساس کی طرف سے جھگڑوں کے اسباب۔

۱: بدگمانی:

ساس کی طرف سے جھگڑوں کے اسباب میں سے پہلا سبب بدگمانی ہوتا ہے کہ ساس کے دل میں ایک Fear Of Unknown (انجانا خوف) رہتا ہے کہ یہ آنے والی لڑکی، کہیں میرے بیٹے کے دل پر قبضہ نہ کر لے اور اس کو لے کر کہیں دور نہ چلی جائے۔ لہذا جب وہ دیکھتی ہے کہ میاں بیوی آپس میں محبت کے ساتھ رہ رہے ہیں تو ایسے حربے استعمال کرنا شروع کرتی ہے کہ میاں بیوی کی محبت زیادہ کچی نہ ہو۔ چنانچہ وہ اپنے بیٹے کو اس کی بیوی کے بارے میں شکایتیں لگانا شروع کر دیتی ہے تاکہ اس بڑھتی محبت کو کم کر سکے۔ ذہن میں اس کے یہ ڈر ہوتا ہے کہ اگر اس لڑکی نے میرے بیٹے کے دل پر قبضہ کر لیا تو یہ مجھے دودھ میں پڑی مکھی کی طرح نکال کر باہر پھینک دے گی لہذا محاذ آرائی شروع ہو جاتی ہے۔

۲: حکمرانی:

دوسری وجہ یہ ہوتی ہے کہ بہو کے آنے سے پہلے ساس اپنے گھر میں All In All (سب کچھ) ہوتی ہے اس کا حکم چلتا ہے وہ گھر کی مالک ہے، بڑی ہے، جب بہو آتی ہے تو ساس اپنی اس حکومت کے اندر کسی کی دخل اندازی برداشت نہیں کرتی لہذا اس کی کوشش ہوتی ہے کہ

آنے والی لڑکی میری باندی بن کر رہے۔ خاوند کی بجائے میرے اشاروں پر چلے، جو میں چاہوں اس گھر میں وہی ہو بعض گھروں میں ہم نے یہ بھی سنا کہ ساس کی حکومت اتنی مضبوط ہوتی ہے کہ اگر بہو کو کوئی چیز کھانی اور پینی ہے تو فریج کا دروازہ کھولنے سے پہلے ساس سے اجازت لینی پڑتی ہے اب اگر آنے والی کسی بچی کو اس طرح محکوم بنا دیا جائے کہ فریج میں کھانے پینے کی چیزوں میں بھی اس کا اختیار نہیں ہوگا، تو وہ کیا ہوگا؟

اب بیوی اپنے خاوند کے لیے تو ہر قربانی برداشت کر لیتی ہے لیکن بے جا دوسرے بندے کا اس کی Personal Life (ذاتی زندگی) کے اندر اتنا دخل انداز ہونا اس کو بھی برا لگتا ہے۔ چنانچہ یہ آپس میں جھگڑے کی دوسری وجہ بن جاتی ہے۔

۳: بیٹے کی کمائی پر استحقاق:

تیسری وجہ یہ ہوتی ہے کہ ماں یہ سمجھتی ہے کہ بیٹا جو کمائی کر رہا ہے وہ ساری کی ساری میری ہے۔ بہو یہ سمجھتی ہے میرے میاں کی کمائی ہے اس میں میرا بھی حق ہے چنانچہ یہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑا پیدا ہونے کی تیسری وجہ ہوتی ہے۔

۴: بد اعتمادی:

پھر چوتھی وجہ ساس کے دل میں خطرہ بھی رہتا ہے کہ یہ بہو ہمارے گھر کی چیز اور پیسے اپنے میکے نہ بھیجے، اپنی بہن کو اپنی سہیلیوں کو نہ بھیجے چنانچہ اس پر بھی وہ شک کی نظر سے اس کو دیکھتی ہے اور کئی دفعہ اس پر تنبیہ بھی ہوتی ہے۔

۵: ساس کی تلخ مزاجی:

آپس کی رنجش کی بنیادی وجہ ساس کی تلخ مزاجی اور بڑھاپا ہوتا ہے وہ اپنی جوانی کی زندگی گزار چکی ہوتی ہے اور بھول جاتی ہے کہ آنے والی بچی نو جوان ہے اس نے اپنے میاں کے ساتھ ابتدائی طور پر زیادہ وقت گزارنا ہوتا ہے تو شادی کے دنوں میں جب میاں بیوی ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ وقت گزارتے ہیں تو ماں سمجھتی ہے کہ مجھے تو Ignore (نظر انداز) ہی

کیا جا رہا ہے، حالانکہ اس میں نظر انداز کرنے والی کوئی بات ہی نہیں ہوتی۔

چنانچہ کئی مرتبہ ساس اپنے بیٹے کو کہتی ہے کہ تم پہلی رات کو میرے پاس آ کر بیٹھا کرو اور پھر رات کو دیر سے اسے اپنے کمرے میں سونے کے لیے جانے دیتی ہے اور صبح بھی بہت جلدی اپنی بہو کو ناشتہ بنانے کے نام پر اس کے کمرے سے بلا لیتی ہے یہ جو میاں بیوی کی زندگی میں دخل اندازی ہو رہی ہوتی ہے یہ بھی آپس کی ٹینشن کا سبب بن جاتی ہے یہ وہ وجوہات ہیں جو عام طور پر ساس کی طرف سے ہوتی ہیں۔

نندوں کی طرف سے جھگڑے کے اسباب ہوتے ہیں اس کی بنیادی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بھابھی کے آنے سے پہلے نندیں اپنے گھر کے اندر بیٹیاں ہوتی ہیں بے پرواہی کی زندگی گزارتی ہیں کوئی اونچ نیچ بھی کر لیں تو ماں ہے باپ ہے اور بھائی ہے سب اس کی غلطیوں کو چھپاتے ہیں۔ اس کی کوتاہیوں سے درگزر کرتے ہیں اور اس کے عیبوں پر سب کے سب پردہ ڈالتے ہیں۔

اب جب گھر میں ایک جیتا جاگتا انسان اور آجاتا ہے تو نندیں یہ محسوس کرتی ہیں کہ ہماری ہر بات کو نوٹ کیا جا رہا ہے، ہم کس سے فون پر بات کر رہی ہیں؟ کس کا فون ہمیں آ رہا ہے؟ ہم کس وقت کیسے کپڑے پہن رہی ہیں؟ کہاں جا رہی ہیں؟ انہیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے اوپر ایک نگران آنکھ آگئی ہے ایک ویڈیو کیمرہ ہمارے اوپر فکس ہو چکا ہے لہذا وہ اپنی آزادی کے اندر کو ایک پابندی سمجھتی ہیں چنانچہ وہ کوشش کرتی ہیں کہ کسی نہ کسی حیلے بہانے سے اپنی بھابھی کو اپنے دباؤ میں رکھیں تاکہ یہ بھابھی ہماری کوئی بات بھی سنے تو اپنی زبان کو بند رکھے۔ یہ باہر ہماری کوتاہیوں کو کہیں بتانہ دے۔ لہذا نند تین کام کرتی ہے۔

۱: ساس کو بھڑکاتی ہے ۲: بھائی کو بیوی کے خلاف اکساتی ہے۔ ۳: اپنی بھابھی کو دباتی ہے۔

لہذا وہ ایک وقت میں تین کام کر رہی ہوتی ہے اور میاں بیوی کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کرنے کے لیے Catalyst (عمل انگیز) کا کام کرتی ہے ایسی بات کر دیتی ہے کہ خاوند خواہ مخواہ بیوی سے ناراض ہوتا ہے ایسی بات کر دیتی ہے کہ اس آنے والی لڑکی کو بھری محفل کے اندر

شرمندہ ہونا پڑتا ہے اس کی چھوٹی باتوں کو بڑا بنا کر پیش کر دیتی ہے۔ تو گویا ماں بیٹی کا یہ تعاون اس بہو کے خلاف ایک محاذ بن جاتا ہے اور بہو کو یوں نظر آتا ہے کہ اب میری نجات اس گھر سے باہر جانے میں ہے چنانچہ وہ اپنے خاوند سے کہنا شروع کر دیتی ہے کہ یا تو مجھے الگ گھر لے کر دو یا پھر مجھے میکے چھوڑ کر آؤ! اب خاوند درمیان میں سینڈ وچ بن جاتا ہے ایک طرف ماں اور بہن اور دوسری طرف بیوی۔ جب بیوی کی طرف دیکھتا ہے کہ یہ محبت والی ہے نیک نمازی ہے خوبصورت بھی ہے گھر بسانا بھی چاہتی ہے میں اس کے پاس آتا ہوں تو مجھے محبتیں بھی دیتی ہے تو خاوند کا جی چاہتا ہے کہ میں اپنی بیوی کو جتنا خوش رکھ سکتا ہوں اسے خوش رکھوں۔ مگر دوسری طرف اس کی ماں اور بہن مل کر اس کی بیوی کی طرف سے عجیب و غریب رپورٹیں دیتی ہیں نہ اس کو پکانا آتا ہے نہ گھر کی صفائی کرنی آتی ہے پتہ نہیں ماں باپ نے کیسے اس کو پال کر بڑا کیا؟ کہاں سے یہ گنوار اٹھ کر آ گئی؟ نہ اسے اس بات کا پتہ نہ اس بات کا پتہ۔ تو یہ عجیب سی Situation (صورتحال) گھر کے اندر پیدا ہو جاتی ہے۔

دعا

اے خاصہ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے
جس دین کے مدعو تھے کبھی قیصر و کسریٰ
خود آج وہ مہمانِ سرائے فقراء ہے
وہ دین ہوئی بزمِ جہاں جس سے چراغاں
اب اس کی مجالس میں نہ بتی ہے نہ دیا ہے
جو تفرقہ اقوام کے آیا تھا مٹانے
اس دین میں خود بھائی سے اب بھائی جدا ہے

نویں قسط

ظہیر الدین محمد بابر

امان اللہ کاظم

بابر کی رسم تاجپوشی بخیر خوبی انجام پذیر ہوئی۔ بابر کے ہی خواہ اور وفادار تو شاداں و فرحاں دکھائی دے رہے تھے مگر غداروں کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں اگرچہ بظاہر وہ لوگ بھی اپنی خوشی کے اظہار کا نالک کر رہے تھے مگر ان کے دلوں کی خباثت ان کے چہروں سے ضرور مترشح تھی۔

رسم تاجپوشی کی ادائیگی کے بعد نانی اماں (دولت بیگم) نے بابر کو زنان خانے میں بلاوا بھیجا۔ نانی اماں کا بلاوا حلقے ہی بابر بلا تا مل ان کے حضور حاضر ہوا تو انہوں نے اپنے نواسے کی بلائیں لیتے ہوئے بظاہر خفگی سے پوچھا کہ:

”یہ کیسی دیوانگی ہے کہ تیرے باپ کی لاش ٹکڑوں کی شکل میں ایک گھڑی میں بندھی ہوئی آتش کے محل میں رکھی ہے اور تو آوارہ گردوں کی طرح ادھر ادھر بھاگا پھر رہا ہے کون سی ایسی آفت آن پڑی تھی کہ تو اپنا منہ چھپائے پہاڑوں کی گھبوں میں چھپتا پھر رہا ہے۔

بابر نے نانی اماں کو اپنی روپوشی کے پس منظر سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ ”میں نے اپنے وفادار صلاح کار سلاخ کے مشورے پر روپوشی اختیار کی تھی کیونکہ اسے معلوم ہوا تھا کہ سمرقند کی طرف کے میرا چچا سلطان احمد مرزا اور مغلستان کی سمت سے میرا ماموں خاقان اعظم فرغانہ کی تسخیر کے لیے بڑھتا چلا آ رہا تھا اس پر مستزاد یہ کہ وادی فرغانہ کی اچانک موت کی وجہ سے ابن الوقت امراء غداری کے مرتکب ہو سکتے تھے اور اپنے ذاتی مفادات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مجھے بے دست کر کے دشمنوں کے حوالے کرنے سے دریغ نہیں کر سکتے تھے اسی جذبے کی بنا پر سلاخ نے مجھے کچھ دنوں کے لیے روپوش کرنے ہی میری سلامتی سمجھی۔ وہ چاہتا تھا کہ جب تک حالات سازگار نہیں ہو جاتے مجھے پس منظر ہی میں رہنا چاہیے۔ اس لیے اس نے شیرم طغائی کے ذریعے مجھے

اندر جان سے دور ایک محفوظ مقام پر پہنچا دیا اور پھر خواجہ قاضی کے بلاوے پر مجھے بحفاظت اندر جان لے آیا اور میری رسم تاجپوشی ادا کروائی اب آپ ہی مجھے مشورہ دیجئے کہ اندریں حالات ہیں کیا تدبیر اختیار کروں وادی فرغانہ کی طرف بڑھتے ہوئے دو طاقتور دشمنوں کے قدم کیسے روکوں مجھے بخوبی اندازہ ہو گیا ہے کہ میرے غدار امراء میرے دشمنوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے مجھے گرفتار کر کے ان کے آگے ڈال دیں گے۔“ نانی اماں نے بابر کا حوصلہ بندھاتے ہوئے کہا۔

جان من! دل چھوٹا مت کرو اپنی ہمت مجتمع رکھو! دشمنوں سے خوفزدہ ہو کر ہاتھ پاؤں چھوڑ دینے سے خطرہ ٹل تو نہیں جائے گا۔ ہمتِ مرداں، مدد خدا کے مصداق خاطر جمع رکھو اور دشمنوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے بھرپور تیاری کرو۔ اندریں حالات غدار امراء کسی طور پر غداری کی جرات نہیں کریں گے کیونکہ انہیں بیک وقت سلطان احمد مرزا اور خاقان اعظم کا اعتماد حاصل کرنا ہوگا جو اس وقت ممکن نہیں ہے کیونکہ ان دونوں کے درمیان اتنی دوری ہے کہ غداروں کا ان دونوں سے بیک وقت رابطہ قائم کرنا دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے اس لیے وہ چاہتے ہوئے بھی غداروں کے ارتکاب سے معذور ہیں۔ بہر حال ایسے لوگوں پر نظر رکھنا ضروری ہے اپنے وفاداروں سے کہو کہ وہ ان لوگوں پر نظر رکھیں اور ان کی معاندانہ کاروائیوں سے تجھے بروقت آگاہ کرتے رہیں اب سب سے پہلا کام تجھے جو کہ کرنا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے والد کے جسد خاکی کی بلاتاخیر تدفین کرو نانی اماں کی باتوں نے بابر کے دل کو تسلی حاصل ہوئی اور وہ نانی اماں سے رخصت لے کر سلاخ کے ہاں پہنچا اور اسے نانی اماں سے ملاقات کی ساری روداد کہہ سنائی۔ سلاخ نہایت ہی زیرک شخص تھا۔ اس نے بھانپ لیا کہ نو عمر شہزادہ نانی اماں کی باتوں سے کافی حوصلہ مند دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے اس کے حوصلے کو ہمیز پر لگاتے ہوئے کہا:

”آپ بخوبی جانتے ہیں کہ سلطان احمد مرزا اور خاقان اعظم مرحوم عمر شیخ مرزا کی کار پرداز یوں سے کافی پریشان تھے اور وہ دونوں بیک وقت فرغانہ پر حملہ آور ہو کر آئے دن کی آویزش کا کام کرنا چاہتے تھے مگر وقت اپنی چال چل گیا۔ وہ شخص جو دشمنوں کو کاٹنا سا چبھتا تھا خود بخود

نکل گیا تھا اب وادی فرغانہ ایک پکے ہوئے پھل کی طرح ان کے دامن میں گرا ہی چاہتا تھا مگر یہ حریص شخص اس پھل کو تنہا ہی کھانا پسند کریں گے وہ کبھی نہیں چاہیں گے کہ وہ اسے بانٹ کر کھائیں بنا بریں اس پکے ہوئے پھل کو حاصل کرنے کے لیے انہیں ایک دوسرے سے لڑنا ہوگا جو بھاری پڑے گا وہ اس کا حقدار گردانا جائے گا جب تک وہ ایک دوسرے کی طاقت کو آزمائیں ہمیں موقع میسر آ جائے گا کہ ہم اس کی حکومتوں سے دوستی کے معاہدے کر کے ان کی حمایت حاصل کریں اگر ہمیں کسی طاقتور حریف کی رفاقت میسر آ گئی تو پھر ہماری طرف کوئی بھی میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرات نہیں کرے گا اگر بالفرض کسی نے ہم سے پنگا لینے کی حماقت کی تو پھر اسے منہ کی کھانا پڑے گی“

سلاخ کی پر مغز باتوں نے بابر کے حوصلے اور بھی بڑھا دیے بعد ازاں بابر نے اپنے مشوروں میں خواجہ قاضی بھورے بالوں والے قاسم اور حسن یعقوب کو بھی شامل کر لیا۔ نانی اماں نے خواجہ قاضی کو اپنے پاس بلایا اور اسے مشورہ دیا کہ:

”میرے پاس ایک تجویز ہے اگر اس پر عمل کیا جائے تو مجھے یقین ہے کہ ہم سلطان احمد مرزا اور خاقان اعظم کی بیک وقت یلغار سے بطریق احسن عہدہ براء ہو سکتے ہیں وہ اس طرح کہ آپ سلطان احمد مرزا کی طرف اپنے قابل اعتماد آدمیوں کا ایک وفد اس پیغام کے ساتھ بھیجیں کہ آپ کی بیٹی عائشہ پانچ سال کی عمر سے بابر سے منسوب ہو چکی ہے بنا بریں بابر آپ کا داماد ٹھہرا اس لیے آپ کی بیٹی کا مستقبل بابر کے مستقبل سے وابستہ ہے اور بابر کا مستقبل فرغانہ کی حاکمیت سے اب آپ کے اختیار میں ہے کہ اگر آپ چاہیں تو فرغانہ کی حاکمیت بابر کے پاس رہنے دیں یا اس سے چھین لیں کیونکہ وہ یتیم بچہ آپ سے تاب مقاومت نہیں رکھتا۔ بالفاظ دیگر دولت فرغانہ اپنی بیٹی کو جہیز میں بخش دیجئے۔ بفرض محال اگر آپ فرغانہ کو فتح کرنے پر مصر ہیں تو سمجھ لیجئے کہ فرغانہ آپ کا ہوا۔ مگر اس کے انتظام و انصرام کے لیے آپ کو کسی نہ کسی من پسند نمائندے کا بہر طور تقرر تو ضرور کرنا ہوگا۔ اگر اپنے نمائندے کے طور پر بابر کا انتخاب کریں گے تو شاید آپ کو اس میں کوئی تردد

نہیں ہوگا۔ بہر صورت دونوں صورتوں میں فرغانہ کی حاکمیت اعلیٰ آپ کے پاس رہے گی اور بابر کے ایک نمائندے کی حیثیت سے فرغانہ پر حاکم رہے گا اور اگر خدا نخواستہ فرغانہ پر خاقان اعظم کا تسلط قائم ہو جاتا ہے۔ تو پھر فرغانہ نہ تو آپ کا رہے گا اور نہ ہی آپ کے داماد کا۔ شاید یہ بات آپ کبھی قبول نہیں کریں گے اس سے پہلے کہ پانی سر سے گزر جائے۔ آپ کو کسی نہ کسی فیصلے تک ضرور پہنچنا ہوگا۔

خواجہ قاضی نے دولت بیگم کی گفتگو پوری توجہ سے سنی مگر اس کے دل میں ایک بات پھانس کی طرح چبھ رہی تھی جس کا اظہار وہ دولت بیگم سے کرنا چاہتا تھا تھوڑے سے توقف کے بعد خواجہ قاضی دولت بیگم سے کچھ اس طرح ہم کلام ہوا:

”آپ کی رائے اگرچہ صائب ہے مگر سلطان احمد مرزا کی فطرت کے متعلق آپ بھی پوری طرح آگاہ ہیں اور میں بھی۔ وہ فطرتاً ایک ایسا شخص ہے جو کبھی کسی رشتے کا پاس نہیں رکھتا وہ اپنی دیرینہ خواہش کے پیش نظر فرغانہ پر ضرور حملہ آور ہوگا فرغانہ کا بہر طور تحفظ ہمارے پیش نظر رہنا چاہیے سلطان احمد مرزا سے خیر کی توقع رکھنا خود کو دھوکے میں رکھنے کے مترادف ہوگا۔“

دولت بیگم نے خواجہ قاضی کی بات کاٹے ہوئے کہا:

”میں سلطان احمد مرزا کی فطرت سے بخوبی واقف ہوں کیونکہ وہ میرا داماد ہے اس کے ذہن میں ہر وقت خناس سایا رہتا ہے میں جانتی ہوں کہ وہ فرغانہ پر اپنے دندان آتیز کئے بیٹھا ہے وہ حملہ آور ہوئے بغیر نچلا نہیں بیٹھے گا۔ ایک مرتبہ قبل بھی جب وہ فرغانہ پر حملہ آور ہوا تھا تو مرحوم عمر شیخ مرزا نے اسے دربار کے دوسرے کنارے پر روک دیا تھا۔ ہمیں بھی اس مرتبہ اس کی یلغار کو روکنے کے لیے اپنی فوجوں کو دریا کی نگرانی پر تعینات کرنا ہوگا۔ علاوہ ازیں ہمیں خاقان اعظم کے متوقع حملے سے بھی غافل نہیں رہنا چاہیے۔“

دولت بیگم کی تجویز پر خواجہ قاضی نے اپنے چند معتمد خاص آدمیوں کے ذریعے سلطان احمد مرزا کی طرف متذکرہ بالا پیغام بھجوادیا اور بعد ازاں مرحوم عمر شیخ مرزا کی تدفین کے لیے بابر

کے ہمراہ آخشی پہنچ گیا۔ آخشی میں موجود امراء نے اپنے مرحوم آقا کے اعضائے جسمانی پہلے ہی جمع کر رکھے تھے جو نہی گھڑی کھولی گئی تو وہاں بابر سمیت موجود تمام لوگوں کی یہ ناقابل نظارہ منظر دیکھ کر سسکیاں نکل گئیں سلطان اور شیرم طغائی نے بابر کو تسلی دیتے ہوئے کہا کہ:

”آپ بادشاہ ہیں اور بادشاہوں کے حوصلے غیر معمولی ہوتے ہیں آپ کو حوصلے سے کام لینا ہوگا۔ اگر آپ نے دل چھوڑ دیا تو پھر فرغانہ اور اہل فرغانہ کا کیا ہوگا۔“

تھوڑے ہی وقت میں مرحوم عمر شیخ مرزا کی تدفین عمل میں لائی گئی اسے آخشی کے قلعے کے ایک کونے میں دفن کر دیا گیا اب بابر کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہو چکا تھا جب میں اس کے لیے سکون و قرار اور امن و آشتی کا دور دور تک کوئی شائبہ تک نظر نہیں آتا تھا اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ پتھر کا ایک ایسا ٹکڑا ہو جسے سمندر کی سرکش و بے قرار لہریں کبھی ساحل پر ٹنچ دیتی ہوں اور کبھی اسے اپنے دامن میں سمیٹ کر سمندر کی گہرائیوں میں اتار دیتی ہوں۔

کچھ دیر بعد بابر، سلاخ، شیرم طغائی، خواجہ قاضی اور دیگر امراء کی معیت میں اندر جان کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔

روضہ رسول ﷺ پر ہرنی کا سلام عقیدت

ایک شخص کا بیان ہے کہ ایک روز میں حضرت نبی کریم ﷺ کی قبر اطہر کے پاس تھا اتنے میں ایک ہرنی آئی اور حرم کے اندر چلی گئی یہاں تک کہ آپ ﷺ کی قبر کے سامنے جا کر کھڑی ہوئی اور سر سے اس سے اس نے اشارہ کیا گویا حضرت محمد ﷺ کو سلام کرتی ہے پھر وہ پیچھے کولونی اور قبر اطہر کی طرف اس نے پیٹھ نہ کی اس میں شک نہیں کہ یہ ہرنی بھی اسی ہرنی کی نسل سے ہوگی جس کو آپ ﷺ نے رہائی دلائی تھی۔

(نزہۃ المجالس)

اہلسنت کی نشانیاں

مولانا عابد جمشید

ہر کام اللہ کی عطا کردہ استطاعت سے ہی ہوتا ہے:

باطل نظریات رکھنے والے گمراہ فرقوں سے اہل سنت کو ممتاز کرنے والی اور علیحدہ رکھنے والی علامات میں سے آٹھویں علامت اہل السنّت کے امام نے یہ بیان فرمائی کہ ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں بندہ جب بھی کوئی فعل سرانجام دیتا ہے تو اس کام کو کرنے کی طاقت اور استطاعت اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت ہوتی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ انسان جب چاہیے، جو چاہیے کر گذرے۔ نہیں بلکہ بندہ اپنے ہر فعل میں اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کی طرف سے عطا کردہ استطاعت کا محتاج ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ”وَاللّٰهُ الْغَنٰی وَانْتُمْ الْفُقَرَاءُ“ کہ اللہ عزوجل غنی ہے اور اے اللہ کے بندو! تم سب کے سب اللہ تبارک و تعالیٰ کے دربار کے فقیر اور محتاج ہو۔ امام اعظم ابوحنیفہ کے دور میں جو گمراہ اور باطل فرقے تھے ان میں سے ایک فرقہ کا عقیدہ تھا کہ انسان کو اپنے تمام افعال بجالانے کی مکمل طاقت و قدرت اور استطاعت حاصل ہے مطلب یہ کہ جب کوئی بندہ کسی فعل کو سرانجام دیتا ہے تو اس خاص وقت میں اس فعل کے سرانجام دیے جانے میں اللہ تعالیٰ کی مشیت کو دخل نہیں ہوتا، بلکہ یہ امر بندہ کے اپنے اختیار اور استطاعت میں ہوتا ہے اس گمراہ فرقے کو ”قدریہ“ کا نام دیا گیا ہے آج کل بھی ایسے نظریات کے حامل لوگ موجود ہیں جو مختلف انداز میں قدرت باری تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں اور تمام باطل نظریات اور گمراہ عقائد سے محفوظ رکھ کر ہمیں اہل السنّت والجماعت کے عقائد و نظریات اپنانے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔

موزوں پر مسح کرنا:

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں: ہم اہل السنّت والجماعت اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ

موزوں پر مسح جائز ہے اور اس کی مدت مقیم کے لیے ایک دن رات ہے اور مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں اور جو اس کا انکار کرتا ہے تو اس کے کفر میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ ہے کیونکہ موزوں پر مسح متواتر احادیث سے ثابت ہے۔

موزوں پر مسح سے متعلق چند ضروری باتوں کا خیال رکھنا لازمی ہے۔ آج کل کچھ لوگ جرابوں پر بھی مسح کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حدیث میں اس کا ذکر ہے۔ یاد رکھیں کہ یہ بالکل غلط ہے، حدیث میں جس چیز پر مسح کا ذکر ہے وہ آج کل کی جرابوں کی طرح نہیں تھی بلکہ وہ بہت موٹے اور مضبوط قسم کے موزے ہوا کرتے تھے، جیسے چمڑے کے موزے ہوتے ہیں۔ جس قسم کے سوتی، اونی یا نائیلون کی جرابیں آج کل رائج ہیں، ان پر مسح کرنا ائمہ مجتہدین میں سے کسی کے نزدیک جائز نہیں، ایسے باریک موزوں کے بارے میں تمام مجتہدین اس پر متفق ہیں کہ ان پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ ملک العلماء کا سانی لکھتے ہیں: فان كانا رقيقين يشفان الماء ، لا يجوز المسح عليهما بالاجماع۔

اگر موزے اتنے باریک ہوں کہ ان میں سے پانی چھن سکتا ہو تو ان پر بالاجماع مسح جائز نہیں ہے (بدائع الصنائع ص 10 ج 1)

جن موزوں میں مخصوص شرائط نہ پائی جاتی ہوں، یعنی ان میں پانی چھن جاتا ہو، یا وہ کسی چیز سے باندھے بغیر محض اپنی موٹائی کی بناء پر کھڑے نہ رہ سکتے ہوں، یا ان میں ایک کوس تک بغیر جوتے کے چلنا ممکن نہ ہو، ان پر مسح کرنا جائز نہیں۔

سورہ مائدہ میں جہاں وضو کا طریقہ بیان کیا گیا ہے وہاں پاؤں دھونے کا ذکر ہے۔ لیکن چونکہ مسح علی الخفین کی احادیث معنأ متواتر ہیں، اس لئے ان متواتر احادیث کی روشنی میں تمام امت کا اس پر اجماع منعقد ہو گیا کہ قرآن کریم کی آیت میں پاؤں دھونے کا حکم اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے جب انسان نے خفین (یعنی چمڑے کے موزے) نہ پہن رکھے ہوں۔

چنانچہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ما قلت بالمسح حتی جاءنی فیہ ضوء النهار (المحررات ص ۱۳۷ ج ۱)
میں مسح علی الخفین کا اس وقت تک قائل نہیں ہوا جب تک میرے پاس روز روشن کی طرح اس کے دلائل نہیں پہنچ گئے۔ چنانچہ مسح علی الخفین کا حکم اسی (80) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں: وقد صرح جمع من الحفاظ بان المسح علی الخفین متواتر و جمع بعضهم رواثہ فجاوزوا الثمانین منهم العشر۔ (نیل الاوطار ص 176 ج 1)

حفاظ کی ایک بڑی جماعت نے تصریح کی ہے کہ مسح علی الخفین کا حکم متواتر ہے، اور بعض حضرات نے اس روایت کرنے والے صحابہ کو جمع کیا تو وہ اسی (80) سے متجاوز تھے جن میں عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں اور حضرت حسن بصری فرماتے ہیں: ادرکت سبعین بدریا من الصحابة کلهم کانوا یرون المسح علی الخفین۔

(تلخیص الجبر ج 1 ص 158، بدائع الصنائع ج 1 ص 7)
اگر مسح علی الخفین کا حکم ایسے تواتر کے ساتھ ثابت نہ ہوتا تو قرآن کریم نے پاؤں دھونے کا جو حکم دیا اس میں کسی تخصیص یا تنقید کی گنجائش نہیں تھی، چنانچہ امام ابو یوسف فرماتے ہیں:
انما یجوز نسخ القرآن بالنسبة اذا وردت کورد المسح علی الخفین الاستفاضة (احکام القرآن للجصاص ج 2 ص 425)

سنت نبویہ سے قرآن کریم کے کسی حکم کو منسوخ (بمعنی مقید) کرنا اسی وقت جائز ہو سکتا ہے جب وہ سنت ایسے تواتر سے ثابت ہو جیسے مسح علی الخفین ثابت ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ وضو میں پاؤں دھونے کا قرآنی حکم ایسی چیز نہیں ہے جسے دو تین روایتوں کی بنیاد پر کسی خاص حالت کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے، بلکہ اس کے لئے ایسا تواتر درکار ہے جیسا مسح علی الخفین کی احادیث کو حاصل ہے اب ”خفین“ (چڑے کے موزوں) کے بارے میں تو یہ تواتر موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر مسح خود بھی فرمایا اور دوسروں کو بھی اس کی اجازت دی، لیکن خفین کے سوا کسی چیز پر مسح کرنے کے بارے میں ایسا تواتر موجود نہیں ہے اور خفین کیونکہ عربی زبان میں صرف چڑے کے موزوں کو کہتے ہیں۔ کپڑے کے موزوں کو خف

نہیں کہا جاتا، اس لئے یہ صرف چمڑے ہی کے موزوں کے ساتھ مخصوص رہے گی۔ دوسرے موزوں کے بارے میں قرآن کریم کے اصلی حکم یعنی پاؤں دھونے پر ہی عمل ہوگا۔

ہاں اگر کپڑے کے موزے اتنے نحین (موٹے) ہوں کہ وہ اپنی خصوصیت اور اوصاف میں چمڑے کے ہم پایہ ہو گئے ہوں، یعنی نہ تو ان میں پانی چھنتا ہو، نہ انہیں کھڑا رکھنے کے لئے کسی بیرونی سہارے کی ضرورت ہو اور ان کو پہن کر میل دو میل چل سکتے ہوں تو ایسے موزوں کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہو گیا، بعض فقہاء نے فرمایا کہ چونکہ ایسے موزے چمڑے ہی کے معنی میں آگئے ہیں اس لئے ان پر بھی مسح جائز ہونا چاہیے، اور بعض حضرات نے فرمایا چونکہ مسح کرنا تواتر کے ساتھ صرف نحین (چمڑے کے موزوں) پر ہی ثابت ہے، اس لئے ان پر مسح کرنا درست نہیں، گویا موزے تین قسم کے ہو گئے۔

(۱) چمڑے کے موزے جنہیں نحین کہا جاتا ہے، ان پر مسح بالاجماع جائز ہے۔

(۲) وہ باریک موزے یا جرابیں جو نہ چمڑے کے ہوں، اور نہ ان میں چمڑے کے اوصاف پائے جاتے ہوں، جیسے آجکل کی سوتی، اونی یا نائیلون کی جرابیں، ان کے بارے میں اجماع ہے کہ ان پر مسح جائز نہیں کیونکہ ایسے موزوں پر مسح کرنا ایسے دلائل سے ثابت نہیں جن کی بناء پر پاؤں دھونے کے قرآنی حکم کو چھوڑا جاسکے۔

(۳) وہ موزے جو چمڑے کے تو نہیں ہیں، لیکن ان میں موٹے ہونے کی بناء پر اوصاف چمڑے ہی کے پائے جاتے ہیں۔ ان پر مسح کے جواز میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو موزے چمڑے جیسے نہ ہوں، ان پر مسح کے عدم جواز میں مجتہدین امت کا کوئی اختلاف نہیں اور اس کی وجہ یہی ہے کہ پاؤں دھونے کے قرآنی حکم کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جاسکتا جب تک کہ مسح کا حکم ایسے تواتر سے ثابت نہ ہو جائے جس تواتر سے مسح علیٰ النحین کا جواز ثابت ہے۔ لہذا فقہاء کرام نے کپڑے کے موزوں پر مسح کے لئے جو شرطیں لگائی ہیں وہ اپنی طرف سے نہیں لگائیں، بلکہ ان موزوں میں چمڑے کے اوصاف کے تحقق کے لئے لگائی ہیں۔ لہذا پوری امت کے فقہاء، محدثین اور مجتہدین کے مقابلے میں نام نہاد محققین کی رائے پر عمل کر کے باریک جرابوں پر مسح کرنا ایک سنگین جسارت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائیں۔

مسائل کا حل

مولانا محمد کلیم اللہ

مولانا صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آج کل سردی کا موسم ہے اور ہمارے علاقے میں برف باری کی وجہ سے کچھ زیادہ ہی سردی پڑتی ہے۔ ہم سب گھر والے چمڑے کے موزے استعمال کرتے ہیں، آپ سے گزارش ہے کہ موزوں پر مسح سے متعلق وضاحت فرمادیں کہ اس کا کیا طریقہ ہے اور مسح کب تک باقی رہتا ہے اور کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟ (ریحانہ مری، کولہو)

جواب:

موزوں پر مسح سے متعلق چند مسائل درج ذیل ہیں۔

اگر چمڑے کے موزے وضو کر کے پہنے ہوں پھر وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کرتے وقت موزوں پر مسح کر لینا درست ہے۔

اگر موزہ اتنا چھوٹا ہو کہ ٹخنے موزے کے اندر چھپے ہوئے نہ ہوں تو اس پر مسح درست نہیں اسی طرح بغیر وضو کے موزہ پہن لیا تو اس پر بھی مسح درست نہیں، موزہ اتار کر پیر دھونا چاہیے۔ اگر کوئی ایسی بات ہوگئی جس سے نہانا واجب ہو گیا تو موزے اتار کر نہائیں، غسل کے ساتھ موزے پر مسح کرنا درست نہیں۔

موزے کے اوپر کی طرف مسح کریں تلوے کی طرف مسح نہ کریں۔

موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ کی انگلیاں تر کر کے آگے کی طرف رکھیں، انگلیاں موزہ پر رکھیں اور ہتھیلی کو موزے سے الگ رکھیں پھر ان کو کھینچ کر ٹخنے کی طرف لے جائیں اگر کوئی الٹا مسح کرے یعنی ٹخنوں کی طرف سے کھینچ کر انگلیوں کی طرف لائے تو بھی جائز ہے لیکن مستحب کے خلاف ہے۔ ایسے ہی اگر لمبائی میں مسح نہ کرے بلکہ موزے کی چوڑائی

میں مسح کرے تو بھی درست ہے لیکن مستحب کے خلاف ہے۔

اگر تلوے کی طرف یا ایڑی کی طرف یا اغل بغل میں مسح کریں گی تو یہ مسح درست نہیں ہوگا

مسح پوری انگلیوں سے کریں، صرف پوروں سے مسح کرنا درست نہیں۔

ہاتھ کی تین انگلیاں بھر ہر موزہ پر مسح کرنا فرض ہے اس سے کم میں مسح کرنا درست نہ ہوگا

جو چیز وضو توڑ دیتی ہے اس سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے اور موزہ اتار دینے سے بھی مسح

ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر کسی کا وضو نہیں ٹوٹا اور اس نے موزے اتار ڈالے تو مسح جاتا رہا اب دونوں پیر

دھو لے پھر سے وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

کسی نے ایک موزہ اتار ڈالا تو اب دوسرا موزہ بھی اتار کر دونوں پاؤں کو دھونا واجب ہے

اگر مسح کی مدت پوری ہو گئی تو بھی مسح جاتا رہا اور اگر وضو نہ ٹوٹا ہو تو دونوں پاؤں کو دھو

لیں، پورا وضو ہرانا واجب نہیں اور اگر وضو ٹوٹ گیا ہو تو موزہ اتار کر پورا وضو کریں۔ مسح کی مدت

مقیم کے لیے ایک دن رات ہے اور مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں۔

جو موزہ اتنا چھٹ گیا ہو کہ چلنے میں پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہو تو

اس پر مسح درست نہیں اور اگر اس سے کم کھلتا ہے تو مسح درست ہے۔

اگر موزے کی سیون کھل گئی لیکن اس میں سے پیر دکھائی نہیں دیتا تو مسح درست ہے اور

اگر ایسا ہو کہ چلتے وقت تو تین انگلیوں کے برابر پیر دیکھائی نہیں دیتا ہے اور کھڑے یا بیٹھے ہوئے

نہیں دکھائی دیتا تو مسح درست نہیں۔

ایک موزے میں دو انگلیوں کے برابر پیر کھل جاتا ہے اور دوسرے میں ایک انگلی کے

برابر تو کچھ حرج نہیں مسح جائز ہے اور ایک ہی موزہ کئی جگہ سے پھٹا ہوا ہے اور سب ملا کر تین

انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہے تو مسح جائز نہیں اور اگر اتنا کم ہو کہ سب ملا کر تین انگلیوں کے برابر

نہیں ہوتا تو مسح جائز ہے۔

اگر آپ نے موزے پر مسح کرنا شروع کیا اور ابھی ایک دن رات گزرنے نہ پایا کہ

مسافر ہو گئیں تو تین دن تین رات تک مسح کرتی رہیں اور اگر سفر سے پہلے ہی ایک دن رات گزر جائے تو مدت ختم ہو چکی پیر دھو کر پھر موزہ پہنیں۔

اگر آپ حالت سفر میں مسح کرتی تھیں پھر گھر پہنچ گئیں اور ایک دن رات پورا ہو چکا ہو تو اب موزہ اتار دیں۔ اب اس پر مسح درست نہیں اور اگر ایک دن رات پورا نہیں ہوا تو ایک دن رات پورا کر سکتی ہیں اس سے زیادہ مسح درست نہیں۔

اگر جراب کے اوپر موزہ پہنا ہوا تو بھی موزہ پر مسح درست ہے۔

عام آونی، سوتی اور ریشمی جرابوں پر مسح کرنا درست نہیں ہے۔

برقعہ اور دستانوں پر مسح درست نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

دادی اماں کے چٹکے

دارچینی:

ہر روز آدھا چمچ دارچینی کا کھانے میں استعمال کریں بلڈ میں شکر کلیسٹرول اور ٹرائی گلسرائڈ کو کم

کرتا ہے۔ دارچینی دافع ریاح ہے اور طبیعت کی مالش اور پیٹ کا پھولنا کو ختم کرتا ہے۔

دھنیا:

ہاضمہ اور پیٹ ابھارنے والی بیماریوں کے لیے اچھا ہے۔ نظام عصابی کے لئے مفید ہے اس

کے علاوہ دواؤں کا ذائقہ کو اچھا بنانے میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

زیرہ:

دافع قبض، دافع تشنج، دوائے مقوی، دافع ریاح، دوا مقوی معدہ ہے۔

سرسوں (رائی):

بچھو اور سانپ کے ڈنک کا علاج ہے۔ مرگی، دانت کا درد، گردن کی سختی، جوڑوں کا درد اور

سانس کی بیماریوں میں دوا کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔

ماہ صفر کے متعلق جاہلانہ خیالات

مولانا خبیب احمد گھمن

اللہ تعالیٰ ہر زمانہ کے خالق ہیں، زمانہ مخلوق ہے کوئی وقت بھی بذات خود نہ تو اچھا ہے اور نہ برا پس ہر وہ وقت جس میں کوئی شخص نیک کام کرے اللہ کے فضل کے ساتھ تو وہ وقت اس کیلئے بابرکت ہے اور جس وقت میں گناہ، برائی اور فسق و فجور کا ارتکاب کرے تو وہ اس کے لیے منحوس ہے۔ لیکن آج کل کچھ لوگ اسی پرانے جہالت کے دور سے گزر رہے ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے کا تھا یعنی رسومات، بدعات اور شرک کچھ لوگ تھے جو زمانہ کو منحوس قرار دیتے تھے پرند کے اڑنے سے فال لیتے تھے۔ عورت کو منحوس قرار دیتے تھے۔ ماہ صفر میں سفر کرنا شادی کرنا اور کوئی نیا کام کاروبار وغیرہ کو منحوس قرار دیتے تھے جس سے حضرت نبی اکرم ﷺ نے صاف طور پر منع فرمایا۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لا عدوی ولا طیرۃ ولا ہامۃ ولا

صفر و فرم من المجدوم کما تفر من الاسد

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”ایک کسی بیماری کا (اللہ کے حکم کے بغیر خود بخود) دوسرے کو لگ جانا بد فالی اور نحوست اور صفر (کی نحوست وغیرہ) یہ سب باتیں بے حقیقت ہیں اور مجذوم (کوڑھی) شخص سے اس طرح بچو جس طرح شیر سے بچتے ہو۔

ماہ صفر کو منحوس یا برا سمجھنے کا لازمی نتیجہ یہ ہے کوئی زمانہ بذات خود برا یا منحوس ہے یعنی ماہ صفر کی طرف نحوست کی نسبت کرنا زمانہ کی طرف نسبت کرنا ہے یہ عقیدہ تو کفار و مشرکین مکہ کا تھا۔ حدیث قدسی ہے نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ”بنی آدم مجھے ایذا دیتا ہے یعنی میری شان کے خلاف باتیں کرتا ہے اور وہ اس طرح کہ وہ زمانہ کو برا بھلا کہتا ہے حالانکہ زمانہ میں ہوں (یعنی زمانہ میرے تابع اور ماتحت ہے) میرے قبضہ اور قدرت میں تمام حالات اور زمانے ہیں اور میں ہی دن اور رات کو پلٹتا ہوں۔ بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ ہم تو بڑے اچھے ہیں لیکن فلاں منحوس ہے فلاں کے اندر برائی ہے جیسا کہ ایک کالے حبشی کو راستے میں پڑا ہوا

ایک آئینہ ملا اس نے اٹھایا اور آئینے میں اپنا چہرہ دیکھا۔ جب نظر آیا کہ موٹا اور چپکا ہواناک، باریک آنکھیں۔ گھنے گھنگریا لے بال، موٹے ہونٹ گندے اور لمبے لمبے دانت، غصے سے شیشے کو زور سے پتھر پر پھینک مارا اور توڑ دیا۔ کہنے لگا اتنا بد صورت تھا اسی لیے تجھے یہاں پر پھینکا ہوا تھا۔ اپنی بد صورتی کو بھی اس کی طرف منسوب کیا۔

حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک وعظ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ کوئٹہ میں ایک دفعہ زلزلہ آیا بہت بڑی تباہی ہوئی عمارتیں گر گئیں، مارکیٹیں ویران ہو گئیں، پلازے زمین بوس ہو گئے، زلزلے کی تباہی کو لوگ ایک عبرت کے لیے دیکھنے جاتے تھے۔ دیکھنے والوں میں ایک دفعہ کچھ طوائف عورتیں بھی گئیں اور اپنے ناک پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگیں: ”ہائے اللہ! پتہ نہیں کس کے گناہوں کی مار ہے؟ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہر کوئی اپنی برائی کی نسبت دوسری کی طرف کرتا ہے جو ہوتا خود منحوس ہے اور سمجھتا ہے عورت کو، بلی کے گزرنے کو، اُلو کو، گھر کو، وقت کو، زمانہ کو، مہینہ کو وغیرہ وغیرہ جیسا کہ ایک بادشاہ نے سمجھا تھا ایک بادشاہ تھا اس کے دربار میں ایک غلام آیا بادشاہ نے غلام کو دیکھا اس کی شکل اس کو اچھی نہ لگی اس دن بادشاہ نے جو کوئی کام کرنا تھا وہ نہ ہوا، تو بادشاہ نے اپنے طور پر سمجھا کہ اس کے چہرے کی نحوست کی وجہ سے میرا کام نہ ہوا۔ بادشاہ نے غلام کو بلوایا اور کوڑے لگائے سارا دن کوڑے لگتے رہے شام کو بادشاہ نے کہا تو کتنا منحوس ہے تجھے کوڑے لگ رہے ہیں اور میں کتنا مبارک ہوں کہ میں محفوظ ہوں۔ غلام نے کہا: ”بادشاہ سلامت! جان بخشی ہو تو عرض کروں؟ حکم ہوا کرو! غلام نے کہا جناب آج صبح میں نے آپ کا چہرہ دیکھا آپ نے میرا مجھے آپ کا چہرہ دیکھنے کی وجہ سے کوڑے لگے اور آپ مجھے دیکھنے کی وجہ سے سارا دن محفوظ رہے اب بتاؤ مبارک میں ہوں یا آپ۔ منحوس آپ ہیں یا میں۔ بادشاہ کو سمجھ آئی پھر اس کو انعام دیا اکرام کیا آزاد کر دیا۔

ہر ماہ مبارک ہے ہر مہینہ افضل ہے ہر وہ گھڑی بہتر ہے جس میں نیکی ہو۔ ہر وہ لمحہ منحوس ہے جس میں گناہ فسق برائی ہو اللہ جل شانہ کی نافرمانی ہو ماہ صفر میں شادی کرنا، کاروبار کرنا، سفر کرنا یا اور کوئی کام کرنا جائز ہیں اس کو منحوس سمجھنا یا بری فال لینا زمانہ جاہلیت کی رسومات میں سے ہے اس سے بچنا ضروری بلکہ بہت ضروری ہے۔

خواب اور ان کی تعبیر

مولانا عابد جمشید

ادارے کو موصول ہونے والے بہت سے خطوط میں قارئین اور قاریات برے اور ڈراؤنے خواب آنے کی شکایت کرتے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ خوابوں کی حقیقت کے بارے میں کچھ بیان کر دیا جائے۔ انسان کبھی نیند کی حالت میں بہت سی ایسی چیزیں دیکھتا ہے جو بیداری اور جاگنے کی حالت میں نہیں دیکھ سکتا۔ عرف عام میں اس کو خواب کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ قرآن کے متعدد مقامات میں خواب کا تذکرہ کیا گیا ہے اور احادیث میں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قدرے تفصیل بیان فرمائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خواب کا وجود حق ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ دیگر افراد کا خواب اگرچہ حجت شرعی نہیں تاہم یہ فیضان الوہیت اور برکات نبوت سے ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا خواب نبوت کے چھیا لیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

خواب تین طرح کے ہوتے ہیں: پہلی قسم نفس کا خیال ہے، یعنی انسان دن بھر جن امور میں مشغول رہتا ہے اور اس کے دل و دماغ پر جو باتیں چھائی رہتی ہیں وہی رات میں بصورت خواب نظر آتی ہیں، مثلاً ایک شخص اپنے پیشہ ور روزگار میں مصروف رہتا ہے اور اس کا ذہن و خیال ان ہی باتوں کی فکر اور ادھیڑ بن میں لگا رہتا ہے جو اس کے پیشہ ور روزگار سے متعلق ہیں تو خواب میں اس کو وہی چیزیں نظر آتی ہیں۔ ایسے خوابوں کی کوئی حیثیت نہیں۔

دوسری قسم ڈراؤنا خواب ہے، یہ خواب اصل میں شیطانی اثرات کا پرتو ہوتا ہے۔ شیطان چوں کہ ازل سے بنی آدم کا دشمن ہے اور وہ جس طرح عالم بیداری میں انسان کو گمراہ کرنے اور پریشان کرنے کی کوشش کرتا ہے اسی طرح نیند کی حالت میں بھی وہ انسان کو چین نہیں لینے دیتا۔ کبھی تو وہ کسی ڈراؤنی شکل و صورت میں نظر آتا ہے جس سے خواب دیکھنے والا انتہائی خوفزدہ

ہو جاتا ہے، کبھی اس طرح کے خواب دکھاتا ہے جس میں سونے والے کو اپنی زندگی جاتی نظر آتی ہے جیسے وہ دیکھتا ہے کہ میرا سر قلم ہو گیا وغیرہ۔ اسی طرح خواب میں احتلام کا ہونا کہ جو موجب غسل ہوتا ہے اور بسا اوقات اس کی وجہ سے نماز فوت یا قضا ہو جاتی ہے انہی شیطانی اثرات کا کرشمہ ہوتا ہے۔ اس طرح کے ڈراؤنے اور برے خوابوں سے حفاظت کے لیے حدیث میں اس دعا کی ہدایت دی گئی ہے۔ اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعَذَابِهِ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَّحْضُرُون

(ابوداؤد و ترمذی)

”میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے تمام کلمات کے ذریعہ خود اس کے غضب اور عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانی وساوس و اثرات سے اور اس بات سے کہ شیاطین میرے پاس آئیں اور مجھے ستائیں۔“ جن لوگوں کو ایسے خواب آئیں انہیں چاہیے کہ رزق حلال کا اہتمام کریں اور سوتے وقت مسنون دعاؤں کا اہتمام کریں۔ اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت دی ہے کہ جو شخص برا اور ناپسندیدہ خواب دیکھے اس کو چاہیے کہ بائیں طرف تین بار تھکاردے اور تین بار شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے اور اپنی اس کروٹ کو تبدیل کر دے جس پر وہ خواب دیکھنے کے وقت سو رہا تھا۔

(مشکوٰۃ)

خواب کی تیسری قسم وہ ہے جس کو منجانب اللہ بشارت کہا گیا ہے کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اسے خواب میں بشارت دیتا ہے اور اس کے قلب کے آئینہ میں بطور اشارات و علامات ان چیزوں کو مشکل کر کے دکھاتا ہے جو آئندہ وقوع پذیر ہونے والی ہوتی ہیں یا جن کا تعلق مؤمن کی روحانی و قلبی بالیدگی و طمانیت سے ہوتا ہے تاکہ وہ بندہ خوش ہو اور اللہ تعالیٰ سے حسن اعتقاد رکھے، خواب کی یہی وہ قسم ہے جو اصل میں لائق اعتبار اور قابل تعبیر ہے اور جس کی فضیلت و تعریف حدیث میں بیان کی گئی ہے۔

برصغیر کے مایہ ناز محدث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”حجة الله البالغة“ میں اچھے اور بہتر خواب کی درج ذیل نو صورتیں بیان کی ہیں:

- (۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا۔
 - (۲) جنت یا جہنم کو خواب میں دیکھنا۔
 - (۳) نیک بندوں اور انبیائے کرام علیہم السلام کو خواب میں دیکھنا۔
 - (۴) مقاماتِ متبرکہ جیسے بیت اللہ کو خواب میں دیکھنا۔
 - (۵) آئندہ پیش آنے والے واقعات کو خواب میں دیکھنا، پھر وہ واقعہ ویسا ہی رونما ہو جیسا اس نے دیکھا ہے مثلاً دیکھا کہ ایک حاملہ کو لڑکا پیدا ہوا پھر واقعی لڑکا پیدا ہو۔
 - (۶) گزشتہ واقعات کو واقعی طور پر خواب میں دیکھنا مثلاً دیکھا کہ کسی کا انتقال ہو گیا پھر بیدار ہونے کے بعد اس کے انتقال کی خبر آگئی۔
 - (۷) کوئی ایسا خواب دیکھنا جو کوتاہی پر آگاہ کرے مثلاً خواب دیکھا کہ کتا اس کو کاٹ رہا ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ غصیلا ہے، اپنا غصہ کم کرے۔
 - (۸) پاک اور صاف ستھرے کھانوں کو خواب میں دیکھنا مثلاً دودھ، شہد اور گھی وغیرہ۔
 - (۹) فرشتوں کو خواب میں دیکھنا۔
- آخر میں اپنے قارئین اور قاریات سے گزارش ہے کہ خوابوں کی تعبیر دریافت کرنے کے سلسلے میں درج ذیل امور کا خیال رکھیں:
- ☆ برے اور ڈراؤنے خواب کسی کو نہ بتائیں۔
- ☆ اچھے خواب کو صرف کسی عالم دین اور تعبیر کے ماہر کے سامنے ذکر کریں۔

خلاف سنت کام پر مواخذہ

ایک شخص نے مکروہ وقت میں نماز پڑھی تو حضرت سعید بن المسیب نے اس کو ڈانٹا اس نے عرض کیا کہ: ”کیا اللہ تعالیٰ مجھے نماز پڑھنے پر عذاب دیں گے“ فرمایا ”نہیں“ لیکن اللہ تجھے خلاف سنت کام پر مواخذہ فرمائیں گے۔ نماز کتنی اہم عبادت ہے لیکن اگر خلاف سنت ہو تو اس پر بھی مواخذہ ہوگا۔ (مسند دارمی ص ۶۲ طبع بیروت)

ہمارا کچن

ام محمد

چائینیز رائس

اشیاء:

چاول ایک کلو	انڈے ایک درجن
پھول گو بھی آدھ پاؤ	مٹر ایک کلو
مرغی یا بکری آدھ کلو	پیاز ایک کلو
آلو ایک کلو	گاجر ایک کلو
لہسن ایک چھٹانک	ادرک ایک چھٹانک

ترکیب:

انڈوں کو پھینٹ کر برائے نام گھی میں اس طرح تل لیں کہ چورا سا بن جائے۔ گوشت کو نمک کے پانی میں ابال کر ریزے ریزے علیحدہ کر کے تل لیں۔ آلو کاٹ چپس کی طرح باریک باریک بادامی رنگ کے تل لیں گاجر کے ٹکڑے اور پیاز باریک لچھے دار کاٹ کر سرخ کر لیں گو بھی اور مٹر بھی تل لیں خیال رہے کوئی چیز بھی زیادہ تیز نہ ہو جائے ورنہ ذائقہ خراب ہو جائے گا تھوڑا سا گھی گرم کر کے تلی ہوئی تمام اشیاء کو لہسن اور ادرک کے بگھار میں ڈال دیں اور یخنی کی طرح تیار کر کے اتار لیں۔ چاولوں کو ابال لیں، جب ایک کئی رہ جائے تو اتار لیں ایک تہہ چاول کی اور ایک تہہ تیار شدہ یخنی کی دم دے کر دم پر رکھ دیں جب تیار ہو جائے تو ڈش میں چاروں طرف سلاد کے پتے رکھ کر چاولوں کو اس خوبصورتی سے اتاریں کہ مصالحوں کی پوری تہہ اوپر کی طرف رہے ٹماٹر کی چٹنی کا ہلکا ہلکا چھڑکاؤ کریں ان شاء اللہ نہایت لذیذ ڈش تیار ہوگی۔

گوشہ ظرافت

ایک بھکاری نے بازار میں کسی عورت سے پیسے مانگے تو اس نے حقارت سے دیکھتے ہوئے کہا ”شرم نہیں آتی بھیک مانگتے ہوئے؟ اچھے بھلے ہٹے کٹے تو ہواور ہاتھ پاؤں بھی سلامت ہیں۔“
”تو کیا چند سکوں کی خاطر اپنے ہاتھ پاؤں کٹوا لوں؟“ بھکاری نے تلملا کر کہا۔

(زید حقانی، لاہور)

ایک خاتون نے اپنی بغیر میک اپ کی تصویر اپنے ڈاکٹر شوہر کو دکھائی، ڈاکٹر نے تصویر دیکھ کر فکر مند لہجے میں کہا۔ ”یہ نہیں بچیں گی، انہیں ٹائیفائیڈ ہو گیا ہے۔“

(تنزیلہ سلمان، بہاولنگر)

ایک شکاری بہت بوڑھا ہو گیا، یہاں تک کہ اس کی نظر بہت کمزور ہو گئی، لیکن شکار کا شوق جوں کا توں رہا، ایک دن وہ شکار کے لیے اپنے ایک دوست کو جنگل میں لے گیا، ایک گولی اس نے تاک کر چلائی پھر اپنے دوست سے پوچھا۔ میں نے جس جانور پر گولی چلائی ہے اسے کیا کہتے ہیں؟
دوست بولا: اس جانور کو درخت کہتے ہیں۔

(فہد بن اولیس، لالہ موسیٰ)

ایک شخص پہلی بار جہاز میں سوار ہوا۔ جب جہاز نے تھوڑی سی حرکت کی تو اس نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا، دومانٹ بعد آنکھیں کھول کر نیچے دیکھا اور پھر ساتھ بیٹھے آدمی سے پوچھا:
جناب! ہم کتنی اونچائی پر پہنچ گئے ہیں کہ باہر آدمی چیونٹیوں کی طرح نظر آ رہے ہیں؟

دوسرا آدمی: چیونٹیاں ہی ہیں، ابھی تو جہاز اڑا ہی نہیں۔ (ارسلان، فاروق آباد)

ایک خاتون کو محلے بھر میں گھومنے کی عادت تھی۔ ایک دفعہ بیمار ہو گئیں۔ شوہر نے کہا کہ میں ابھی ڈاکٹر کو لے کر آتا ہوں۔ وہ صاحب ابھی گھر سے کچھ دور ہی گئے ہو گے کہ واپس پلٹ کر آئے اور بیوی سے پوچھنے لگے۔ ”میں ڈاکٹر کو لے کر آؤں تو کس گھر میں ملو گی؟“

(محمد بن نعیم، علی بن عبد اللہ، لیہ)

پاکستان میں کیبل کے فوائد کے سلسلے میں ایک پروگرام ہوا۔ اس میں مختلف شعبوں کے لوگوں کے انٹرویو کیے گئے۔ ایک بچے سے سوال کیا گیا

”منے! جب آپ کے گھر کیبل نہیں لگا تھا تو آپ کیا کرتے تھے؟“

بچے نے جواب دیا: پڑھتا تھا!!!

(فرحانہ کوثر، کراچی)

گاہک (دکاندار سے) ”جناب کل جو مرغی آپ نے مجھے دی تھی وہ گھر جاتے ہی مر گئی۔“

دکاندار ”حیرت ہے۔ اُس نے ایسی حرکت دکان پر تو کبھی نہیں کی۔“

(صالحہ بنت ندیم، مری)

پہلا دوست ”میں جب اپنے دادا جان کی تلوار دیکھتا ہوں تو میرا دل جنگ پر جانے کو چاہتا ہے۔“

دوسرا دوست ”پھر کیوں نہیں جاتے؟“

پہلا دوست ”کیا کروں، فوراً ہی ان کی لکڑی کی ٹانگ یاد آ جاتی ہے۔“

(آسیہ، مہوش، جہانگیر۔ مرید کے)

شوہر: (بیوی سے) ”بیگم رات کو گھر میں چور گھس آئے اور سارا سامان لے گئے اور انہوں نے

مجھے مرغا بنا کر مارا۔“

بیوی: ”آپ نے شور کیوں نہیں مچایا۔“

شوہر: ”واہ بھلا میں کوئی ڈرپوک ہوں جو شور مچاتا۔“

(محمد اعجاز، قصور)

ایک دفعہ مرزا غالب گلی میں بیٹھے آم کھا رہے تھے ان کے پاس ان کا ایک دوست بھی

بیٹھا تھا جو کہ آم نہیں کھاتا تھا اسی وقت وہاں سے ایک گدھے کا گزر ہوا تو غالب نے آم کے چھلکے

گدھے کے آگے پھینک دیے گدھے نے چھلکوں کو سونگھا اور چلتا بنا تو غالب کے دوست نے سینا

پھلا کر کہا دیکھا مرزا گدھے بھی آم نہیں کھاتے تو مرزا نے بڑے اطمینان سے کہا کہ جی ہاں گدھے

ہیں جو آم نہیں کھاتے۔

آپ نے لکھا

ادارہ

محترم و مکرم جناب حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد از سلام امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے اور قرآن و سنت کی تعلیمات فقہاء
احناف کی تشریحات کے مطابق عام کرنے اور باطل فرقوں کے تعاقب میں مصروف ہوں گے۔
میں آپ اور آپ کی پوری ٹیم کی تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے مسلمان بچوں
کے لیے ایک منفرد انداز میں ماہنامہ بنات اہلسنت کا اجزاء کیا۔ میں بنات اہلسنت کی مستقل قاریہ
ہوں اور گورنمنٹ گرلز سکول میں میانی ضلع سرگودھا میں دسویں کلاس کی سٹوڈنٹ ہوں کوئز مقابلہ
میں شرکت کی خواہش مند رہتی ہوں لیکن میرا یہ خواب ابھی تک شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا اس لیے کہ
ہمارے شہر میں رسالہ بڑی تاخیر سے پہنچتا ہے تقریباً عشرہ گزرنے کے بعد وصول ہوتا ہے آپ سے
کوئی گلہ شکوہ نہیں کر رہی ہوں، بلکہ آپ سے ادباً گزارش ہے کہ ارسال کرنے والوں کو حکم کریں کہ
وہ جلد از جلد رسالہ روانہ کر دیا کریں نیز یہ بھی بتلائیں کہ جوابات کون سی تاریخ کو روانہ کرنے
ہوتے ہیں؟ مولانا بہت خواہش ہوتی ہے کہ اپنے محبوب رسالے کے لیے کچھ نہ کچھ لکھوں، اس
حوالے سے راہنمائی بھی فرمادیں۔ اللہ بنات اہلسنت کو حاسدوں کی نظر بد سے بچائے۔ والسلام
اخت عمیم الاحسان

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے دین مبین کی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔ آپ کا خواب
”شرمندہ تعبیر“ ہو سکتا ہے اگر آپ علمی کتابوں کا مطالعہ کریں اور پھر کوشش کر کے صحیح جواب لکھیں تو
لیکن یہ تب ہے کہ اگر آپ کا نام قرعہ اندازی میں بھی نکل آیا تو۔ باقی رسالہ کا تاخیر سے پہنچنا عملہ کی
سستی کا نتیجہ ہے انہیں سختی سے اس بات کا کاربند بنادیا ہے کہ وہ آئندہ وقت پر ارسال کریں گے
ان شاء اللہ آئندہ آپ کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ بعض علاقوں میں
ڈاک کا نظام بہت سست ہے ہماری طرف سے رسالہ وقت پر چلا جاتا ہے۔

جامعہ علوم نبویہ للبنات

چوک نوناریاں عقب قرشی دواخانہ، لاہور // مہتمم قاری محمد طاہر 0321-8869686

مختصر تعارف

جامعہ علوم نبویہ کے بانی حضرت مولانا عبدالجبار ابوہری رحمۃ اللہ علیہ فاضل دارالعلوم دیوبند نے 1934ء کی ایک روشن صبح کو اکابرین دیوبند کی پر خلوص دعاؤں سے ابوہرمنڈی ضلع فیروز پور انڈیا میں طالبات کے مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ قیام پاکستان کے بعد چشتیاں ضلع بہاولنگر میں احیاء علوم کی غرض سے مدرسہ ”تعلیم النساء“ قائم کیا۔

یہ ادارہ پاکستان بھر میں اولین اور مثالی حیثیت رکھتا تھا حضرت مولانا کے سوز درد اور عرش ہوس دعاؤں کی برکت سے آج ملک بھر میں ۱۳ سے زائد ادارے چل رہے ہیں۔ ”جامعہ علوم نبویہ“ کی بنیاد ۱۱ نومبر ۱۹۹۴ء، ۱۸ سال قبل بطور شاخ ”تعلیم النساء“ نے قائم کیا۔

بجہدہ تعالیٰ اب اس جامعہ کی شاخیں ملک کے اطراف میں قائم ہیں بفضلہ تعالیٰ جامعہ روز بروز ترقی کے مدارج طے کرتے ہوئے درجہ عالمیہ میں پاکستان بھر میں پہلی پوزیشن دومرتبہ حاصل کی اور باقی درجات میں دوسری پوزیشن تین مرتبہ حاصل کی۔ جامعہ اپنے منفرد اور معیاری منہاج تعلیم کی وجہ سے شاندار روایات کا امین ہے۔

۱۹۹۴ء سے ۲۰۱۰ء تک فارغ التحصیل طالبات

عالمیہ	عالیہ	خاصہ	عامہ	حفظ	تجوید	ناظرہ	دیگر کورسز	کل تعداد
210	231	325	429	110	624	462	475	2865

اللہ تعالیٰ جامعہ کو دن دگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائے اور دین کی اشاعت و حفاظت کی آماجگاہ بنائے۔

بیتِ اہلسنت

ملنے کے پتے

قاضی محمد اسرائیل گڑنگی مانسہرہ 0302-3501755

مولانا محمد شمیم ناگرہ، ماموں کانجن 0332-3637628

مولانا محمد افضل، کروڑ لعل عین لیہ 0302-8767686

مولانا محمد اقبال، جامعہ قادریہ بھکر 0346-6451553

مولانا محمد امین کمالوی، جامعہ حقانیہ لاہور 0306-8562708

محمد ہارون حنفی، نفیس لائبریری اچھرہ لاہور 0321-4743173

مولانا محمد اکرم نذیر، نزد مرکز عید گاہ چنیوٹ 0323-7803106

مولانا ساجد منگھوری، ڈاکخانہ منگھور تحصیل ضلع مانسہرہ ہزارہ 0333-5076151

مولانا محمد ابراہیم، جامعہ عربیہ مدینۃ العلوم محراب پور سندھ 0301-2461685

مولانا محمد آصف، جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات تلہ گنگ ضلع چکوال 0300-7374582

مولانا نیاز فاروقی، جامعہ مدنیہ تعلیم الاسلام جڑانوالہ فیصل آباد 03319144212

مولانا محمد نواز، مدرسہ تعلیم الاسلام 223 سنت پورہ فیصل آباد 03326566136

مولانا محمد عمر فاروق، خطیب جامع مسجد چوکی بھاگت سرگودھا

مولانا عبدالغفار، خطیب جامع مسجد بلال میرک پور ناروال

مولانا عبدالملک جامع مسجد مدنی، اڈامیانی ضلع سرگودھا

مولانا محمد ادیس، جامع انوار الاسلام لوہن پلی، ناروال

مولانا عبداللطیف عابد، جامع العلوم عید گاہ بہاولنگر

مولانا سیف الرحمن، جامعہ حنفیہ بورے والا

قاری مختار احمد، 41 جنوبی سرگودھا

بازوق حضرات متوجہ ہوں

2011ء

1432ھ

نئے سال کی ڈائری

﴿...﴾ اہل السنۃ والجماعۃ کی مکمل نماز طہارت کے اختتام تک مستند حوالہ جات کے ساتھ
 ﴿...﴾ امام اعظم نعمان بن ثابت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سبق آموز وصایا
 ﴿...﴾ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صحاح ستہ کے مولفین رحمۃ اللہ علیہم کا شجرہ علم حدیث
 ﴿...﴾ حجۃ اللہ فی الارض مولانا محمد امین صفدر اور کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ علم حدیث
 ﴿...﴾ متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھصن رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ علم حدیث

﴿ اس کے علاوہ ﴾

☆....معرکہ الآراء مسائل میں اہل السنۃ
 والجماعۃ کے دلائل کا بیش بہا خزانہ
 ☆....مبتعد مسائل پر مبنی 4 کلر پوسٹرز
 ☆.....عمدہ اور نفیس کاغذ کے ساتھ

دوستوں کو ہدیہ میں دیں

قیمت صرف =/200 روپے



0332-6311808

0346-7357394

مکتبۃ اہل السنۃ والجماعۃ